FBD
محبتِ الٰہی
ازافادات
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ

گویا کونین کی دولت کو سمیٹا اس نے
دل کی دنیا جو بسائے ہے تیرے نام کے ساتھ

محبتِ الٰہی

ازافادات

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی

فرید بُک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
NEW DELHI-110002

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علیٰ من لا نبی بعده
وعلیٰ اله واصحابه ومن تبعه اما بعد.

خدائے پاک کی توفیق سے رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ کی پر بہار فضا اور پرانوار ماحول اللہ پاک کے نیک بندوں کی خدمت کی سعادت حاصل کرتے ہوئے گذرا۔

اس مبارک مہینے میں خدائے پاک کی عنایت سے بہت سالوں کی تمناؤں کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم (خادم خاص حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ) نے یہاں دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر کی مسجد شریف میں قیام فرمایا۔ اس کی وجہ سے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد خلفاء مجازین نیز صاحبزادہ حضرت قاری صدیق احمد صاحب باندوی یعنی قاری حبیب احمد صاحب مدظلہم العالی وغیرہ حضرات اپنے رفقاء کے ساتھ تشریف آور ہوئے۔ ان حضرات علماء وصلحاء یعنی اولیائے وقت کی تشریف آوری کی بنا پر جو نورانی ماحول رہا حاجتِ بیان نہیں رکھتا۔

رمضان المبارک رخصت ہوا، تو حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب جب اپنے وطن یعنی افریقہ کے لئے دہلی سے روانہ ہونے لگے تو یہ عاجز اُن کو رخصت کرنے کی نیت سے دہلی حاضر خدمت ہوا۔ ستمبر کی ستائیسویں شب کو حضرت والا ''امارات ایئر لائنز'' سے براہِ دوبئی جوہانسبرگ کے لئے روانہ ہوگئے۔

احقر نے اپنے عزیز ورفیق مولانا حافظ محمد انوار الحق کشمیری ناظم جامعہ انوار

الاسلام مظفر آباد کو خیریت دریافت کرنے کے لئے فون کیا تو انہوں نے دورانِ گفتگو اطلاع دی کہ مفتی غلام رسول صاحب مظفر آبادی خلیفہ حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی نے بتایا ہے کہ حضرت پیر صاحب کے ہاں سالانہ اجتماع ہورہا ہے۔ آپ کو آنے کا ارادہ تو نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا کوئی ارادہ نہیں۔

فون رکھتے ہی دل میں ایک اضطراب پیدا ہوا۔ حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ العالی دور حاضر میں علماء وصلحاء کا مرجع ہیں۔ اللہ پاک نے ان کو حُبِّ الٰہی سے حصہ وافر عطا فرمایا ہے۔ ان کی مجلس میں بیٹھنے والا ہر شخص اپنے دل میں اس کی تاثیر محسوس کرتا ہے، اس زمانے میں ان سے عوام وخواص کو اللہ پاک کے تکوینی فیصلے کے تحت خوب نفع ہورہا ہے۔ خدا کا کرنا دل نے چٹکی لی۔ کوشش کی تو ویزا مل گیا۔ چنانچہ وہیں سے دو دن بعد بغیر کسی پیشگی تیاری اور پروگرام کے 30 رستمبر کو مغرب پر کراچی ایئر پورٹ پہنچے۔ ایئر پورٹ پر اپنے چچازاد بھائی اور بھتیجے لینے آئے تھے۔ اگلی صبح یکم اکتوبر کو ضروری اندراجات اور دفتری کاروائی سے فراغت حاصل ہوئی۔ ۲ر اکتوبر کو علی الصباح کراچی سے لاہور روانگی ہوئی، ائرپورٹ پر رفیق وشفیق حاجی صدیق صاحب مدظلہ بہ نفس نفیس گاڑی لیکر حضرت پیر صاحب کی اجازت سے تشریف لائے تھے۔ فیصل آباد نماز ظہر اور طعام حاجی صاحب کے ہاں کر کے عصر کے وقت حضرت پیر صاحب کے مدرسہ ''معہد الفقیر الاسلامی'' جھنگ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ معہد کے سالانہ اجلاس کا دوسرا دن تھا۔ بعد مغرب حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم کا طویل بیان ہوا۔ عنوان ''محبتِ الٰہی'' ہی تھا۔ دو گھنٹے پر اس بیان کا اختتام رقت انگیز دعا پر ہوا۔

میرے دل نے چاہا کہ اس محبت بھرے بیان کا تحفہ اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کروں۔ اسی جذبہ سے اس بیان کو ترتیب دیا۔

صاحب بیان کے دل کی تاثیر اُن کے کلام میں ہے۔ اس لئے میں نے تقریر کا

اندازہی تحریر میں برقرار رکھا۔ کیونکہ مقصود تصنیف وتالیف نہیں بلکہ تاثیر ہے جواُن ہی کے الفاظ میں پنہاں ہے۔

اسی طرح ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے پنجابی اشعار کو بھی میں نے مِن وعَن نقل کیا۔اس میں کسی قسم کی ترمیم میرے نزدیک تاثیر کو متاثر کرنے کا باعث ہوسکتی تھی۔ گویا اللہ پاک کی توفیق سے اس امانت کو تقریر کے جامے سے تحریر کے سانچے میں منتقل کرکے امت مسلمہ تک پہنچانے کی خدمت اس امید کے ساتھ انجام دے رہا ہوں کہ شاید اللہ کے کسی بندہ کا دل اس تحریر سے متاثر ہوکر اللہ کی محبت کے لئے کھل جائے تو اس کے طفیل میں اس سیہ کار کا کام بن جائے اور بیڑا پار ہوجائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

وانا العبد الاواہ
محمد رحمت اللہ عفی اللہ عنہ وعافاہ
خادم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر
۲۴/ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ

حال کیا ہوگا بھلا اُن کا تیری دید کے دن
جن کا دل جوش میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعظ ''محبت الٰہی''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والذین آمنوا اشد حبا للہ

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون

وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشادگرامی ہے:

''احبوا اللہ لما یغدوکم بہ من نعمہ''،

تم اللہ رب العزت سے محبت کرو اس لئے کہ اس نے تمہیں بہت زیادہ نعمتیں عطا کی ہیں۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے محسن کے ساتھ محبت کرتا ہے، حیوان ہوں وہ بھی اپنے محسن کے ساتھ محبت کرتے ہیں، آپ نے کئی دفعہ یہ منظر دیکھا ہوگا کہ جو لوگ شیر پالتے ہیں وہ اس کے ساتھ کھیلتے ہیں، بیٹھتے ہیں، شیر بھوکا ہونے کے باوجود اُن کو نقصان نہیں پہونچاتا، اس کے دل میں بھی اپنے محسن کے ساتھ محبت کا ایک تعلق ہوتا ہے۔ تو جب

حیوان کا یہ حال ہے تو انسان تو بالاخر انسان ہے۔ ہر انسان اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔

اللہ رب العزت ہمارے محسن اعظم ہیں، وہ ہمارے خالق اور مالک ہیں اور اس نے ہمیں بن مانگے اَن گنت نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

ذرا غور کیجئے! اللہ تعالیٰ بینائی نہ دیتے ہم اندھے ہوتے، گویائی نہ دیتے ہم گونگے ہوتے، سماعت نہ دیتے ہم بہرے ہوتے، ہاتھ پاؤں ٹھیک نہ ہوتے تو لولے لنگڑے ہوتے، صحت نہ دیتے ہم بیمار ہوتے، لباس نہ دیتے ہم ننگے ہوتے، کھانا نہ دیتے ہم بھوکے ہوتے، پانی نہ دیتے تو پیاسے ہوتے، اللہ رب العزت اولاد نہ دیتے تو لاولد ہوتے، گھر نہ دیتے بے گھر ہوتے، صحت نہ دیتے بیمار ہوتے، اگر اللہ رب العزت ذہن اور عقل نہ دیتے تو ہم پاگل ہوتے، اللہ رب العزت عزت نہ دیتے تو ہم ذلیل ہوتے۔

معلوم یہ ہوا کہ آج جو ہم عزتوں کی زندگی گذارتے پھر رہے ہیں یہ سب اس مالک کا کرم اور احسان ہی تو ہے۔ جب بن مانگے اس نے اتنی نعمتیں دیں تو ان نعمتوں کی وجہ سے ہمیں اپنے مالک سے محبت کرنی چاہئے۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوبصورت بات بتائی:

"احبو ا اللہ" کہ تم اللہ سے محبت کرو،

"لما یغدو کم بہ من نعمہ" کہ اس نے تمہیں اپنی بہت نعمتیں عطا کی ہیں۔

پھر اگلی بات فرمائی:

واحبونی اور میرے ساتھ محبت کرو،

لحب اللہ ایای کہ اللہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

میں اللہ کا محبوب ہوں، لہٰذا تم اللہ سے بھی محبت کرو، اللہ کے محبوب سے بھی محبت کرو۔

سیدنا حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے:

الھی ما عبدناک خوفا من نارک. میں نے آپ کی عبادت جہنم کی آگ کے ڈر کی وجہ سے نہیں کی۔

ولا طمعا فی جنتک، نہ آپ کی جنت کی طمع میں، میں نے آپ کی

ولکنی وجدتک اھلا للعبادۃ. عبادت کی۔ اے اللہ میں نے آپ کو واقعی عبادت کا مستحق پایا۔

آپ کو سجتی ہے یہ بات کہ مخلوق آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو۔ اس لئے میں آپ کی عبادت کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت کی محبت کی ایک خوبصورت بات یہ ہے کہ جس دل میں آتی ہے غیر سے بیگانہ کر دیتی ہے۔

عجب چیز ہے لذت آشنائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"من ذاق مِنْ خالص محبة الله شغله ذالک عن طلب الدنیا واوحشه عن جمیع البشر" جس بندے کو اللہ رب العزت کی محبت کا مزہ آ جاتا ہے تو یہ محبت اس کو دنیا کی طلب سے ہٹا دیتی ہے اور مخلوق سے اس کو وحشت محسوس ہوتی ہے۔

دل نہیں لگتا ہے کسی کے ساتھ سوائے اللہ کے۔

ع

باغ میں لگتا نہیں صحراء میں گھبراتا ہے دل
اب کہاں لیجا کے بیٹھیں ایسے دیوانے کو ہم

اللہ رب العزت کی محبت کا معاملہ ہی ایسا ہے۔

حضور ﷺ کی پسندہ تین چیزیں

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا:

"حُبِّبَ الیّ من دنیا کم ثلث" تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔

ایک فرمایا: الطیب مجھے خوشبو پسند ہے۔

دوسرا فرمایا: النسآء نیک بیوی پسند ہے۔

تیسرا فرمایا: قرۃ عینی فی الصلوۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ذرا غور کیجئے! ان تین الفاظ میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوری دنیا کی حقیقت کو کھول دیا، وہ کیسے؟ کہ انسان کے چھ حواس ہوتے ہیں۔ سائنس کی دنیا، مادی دنیا پانچ حواس مانتی ہے حواس خمسہ، ہم چھ حواس کو مانتے ہیں، ایک تو یہی حواس خمسہ اور چھٹی حس انسان کا دل، اس کا وجدان اور اس کا انوٹیشن۔ کہتے ہے نا! چھٹی حس نے بتایا ایسا ہونے والا ہے، یہی وہ چھٹی حس ہے انسان کا دل، جس پر قرآن اترا۔

تو حسیں چھ ہیں، ان تین چیزوں میں چھ کی چھ حسوں کی لذتوں کا تعلق ہے۔

الطیب خوشبو کے ساتھ سونگھنے کا تعلق، کہ انسان خوشبو کو سونگھتا ہے تو اس کا دل باغ وبہار ہو جاتا ہے۔

پھر اس کے بعد (النساء) یہ میاں بیوی کا تعلق ایسا، کہ اس کے ساتھ انسان کے چار حواس کا تعلق ہے۔ دیکھنا، سننا، لمس یا چکھنا، ذائقہ۔ چاروں حواس کا، انسان کا تعلق ہوتا ہے میاں بیوی کے ساتھ، چھٹی حس انسان کا دل رہ گیا۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے، تو چھٹی حس کو بھی سرور ملا۔

گویا یہ تین چیزیں ہیں جو انسان کے چھ حواس کو اس دنیا میں لطف اندوز کر دیتی ہیں۔

ایک اور انداز سے اسی بات کو سنئے: کہ انسان جب خوشبو لگاتا ہے تو جسم بہت معطر ہو جاتا ہے، پاکیزہ۔ جس بندے کے جسم سے خوشبو آیئے، ہر بندہ اس کے قریب بیٹھ کر خوش ہوتا ہے، پسند کرتا ہے۔ تو خوشبو کے لگانے سے جسم صاف، پاکیزہ۔

پھر میاں بیوی کے تعلق کے ساتھ انسان کی سوچ کا تعلق، لہٰذا ایسا انسان جو ازدواجی زندگی گذارتا ہو اس کی سوچ پاک ہو جاتی ہے۔ شیطانی، شہوانی خیال اس کو پریشان نہیں کرتے، اس لئے کہ بھوک لگے تو بندہ کھانا کھائے، انسان کی سوچ پریشان کرے تو وہ اپنا تعلق جوڑے (بیوی کے ساتھ) تو معلوم ہوا کہ خوشبو سے جسم معطر ہوا۔

میاں بیوی کے تعلق سے انسان کا دماغ، سوچ صاف ہوئی۔

اور نماز کے پڑھنے سے انسان کا دل صاف ہوا۔

ان الصلوۃ تنهی عن الفحشاء والمنكر

تو معلوم ہوا کہ ان تین چیزوں سے ظاہر بھی صاف ہوتا ہے اور باطن بھی صاف ہوتا ہے۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: **ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين.**

یہ نعمت کہ من اور تن کی صفائی انسان کو ان تین چیزوں سے نصیب ہوتی ہے، تو نبی علیہ السلام نے چند لفظوں میں اس حقیقت کو کھول دیا کہ دیکھو ان کے ساتھ تمہارے ظاہر اور باطن کی پاکیزگی وابستہ ہے۔ اس لئے فرمایا کہ مجھے یہ تین چیزیں محبوب ہیں، تاہم جو انسان اللہ کی عظمتوں کو پہچان لیتا ہے وہ اللہ سے محبت کئے بغیر رہ نہیں سکتا، جس نے اللہ کی عظمت کو پہچانا وہ اللہ سے محبت کئے بغیر رہ نہیں سکتا، اور جس نے دنیا کی حقیقت کو پہچانا وہ دنیا سے کٹے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فانی دنیا ہے، اس سے کیا دل لگانا، دل تو لگائے نا انسان اللہ سے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں

عشق با مردہ نباشد پائیدار ‏ ‏ ‏ ‏ عشق را با حی و با قیوم دار

مرنے والوں سے عشق پائیدار نہیں ہوتا۔ اگر تو نے محبت کرنی ہے تو اس ذات سے کرلو جو حی وقیوم ہے۔

کبھی اس کو موت نہیں آسکتی، تو محبت کا اہل فقط ہمارا پروردگار ہے، اسی لئے اللہ رب العزت سے محبت کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ دنیا کی محبتوں سے دل سرد ہو جاتا ہے، ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

"اذا رأيت الفتى مشغولا بطلب رب تعالى"

جب تو کسی نوجوان کو دیکھے کہ اللہ کی محبت نے اس کو مشغول کرلیا۔

"فقد الھاہ ذالک عما سوا"

یہ اللہ کی محبت اس کو غیر یعنی ماسوا سے ہٹادیتی ہے۔ کٹ کردیتی ہے، دل کو ہٹادیتی ہے ہر طرف سے۔

محبت کے مختلف انداز

محبت کے انداز ہوتے ہیں، خالق سے بھی مخلوق سے بھی، اس لئے اگر گنیں کہ محبّ کتنے قسم ہوتے ہیں، تو کچھ ہوتے ہیں۔

"محب للاوثان"، بتوں سے محبت کرنے والے۔

"محب للنیران"، آگ کی پوجا کرنے والے۔

"محب للصلبان"، صلیب کی محبت رکھنے والے۔

"محب للاثمان"، مال کی محبت رکھنے والے۔ ننانوے کے چکر میں رہنے والے۔

"محب للالحان"، موسیقی گانے بجانے سے محبت رکھنے والے۔

اور "محب للنسوان"، عورتوں کے حسن وجمال پر مرمٹنے والے۔

اور ایک ہوتے ہیں۔ "محب للرحمن"، رحمٰن سے محبت کرنے والا۔

جس نے بھی رحمٰن سے محبت کی اس نے اپنی زندگی کو سنوارلیا، مخلوق کی محبتوں سے ہمیشہ انسان کو نقصان ملا۔

عُجب اور اس کا نقصان

ایک نکتہ کی بات طلباء کے لئے ہے۔ کہ انسان جب کبھی اپنے اندر کوئی کمال پاتا ہے اور اس پر وہ خوش ہوتا ہے تو اس کو نقصان ہوتا ہے، اس لئے کہ کمال اللہ رب العزت کا ہے، ہم کمال کے لائق نہیں ہیں۔ اگر کچھ بھی اپنے اندر خوبی نظر آئے تو یہ ہماری خوبی نہیں،

یہ اس پروردگار کی خوبی ہے جس نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ تو کمال کو کبھی اپنی طرف منسوب نہ کریں، اور اگر دل ہی دل میں سوچے، میں ایسا اور ایسا، اس کو کہتے ہیں عُجب، اور "اعجاب المرء بنفسہ"۔ انسان کا اپنے اندر کمال کو دیکھ کر عُجب کرنا، یہ مہلکات میں سے ہے، انسان کو ہلاک کردیتا ہے۔

چنانچہ ایک بزرگ تھے۔ ایک دن فرمانے لگے مجلس میں، اتنے سال گذر گئے میری تکبیر اولیٰ قضا نہیں ہوئی، پھر فرمانے لگے۔ اچھابات ہوگئی ختم، چلو اٹھو نماز کے لئے، جیسے مسجد کے قریب پہونچے، پوری جماعت کے ساتھ، تو دیکھا جماعت ہوچکی ہے۔ لوگ باہر نکل رہے تھے، تکبیر اولیٰ قضاء۔ ادھر ایک بول بولا، نقد اللہ نے دکھلادیا، باتوں میں مصروف کرکے وقت گذرنے کا پتہ نہ چلا اور تکبیر اولیٰ قضاء ہوگئی۔

ایک بزرگ تھے انہوں محفل میں تذکرہ کیا کہ مجھے ایسی ذہانت ملی، قوت یادداشت اتنی اور اتنی۔ جانا تھا مسجد کی طرف، بات کرکے خادم کو کہا بھئی جوتے لاؤ، اس نے کہا حضرت جوتے تو آپ نے پہنے ہوئے ہیں۔ نقد اللہ نے دکھلادیا کہ تم اپنی یادداشت پہ ناز کرنے والے تھے، اپنا حال دیکھو۔

ایک بزرگ گزرے ہیں ہشام کلبی، تین دن میں قرآن پاک یاد کرلیا، کہتے ہیں مجھے اس بات پر دل میں بڑی خوشی ہوئی، عُجب تھا،

"اعجاب المرء بنفسہ"

کہ تین دن میں، میں نے قرآن یاد کرلیا، مجھے دل میں بڑی خوشی ہوئی، جمعہ کی تیاری کرنے لگا کہنے لگا کہ میری داڑھی ایک مشت سے ذرا لمبی تھی۔ کہنے لگے کہ میں نے ناخن کاٹے، میں نے سوچا داڑھی کو بھی ذرا برابر کرلوں ایک (مٹھی) قبضہ کے برابر۔ جب میں اپنی داڑھی کو پکڑ کے قینچی چلانے لگا۔ ایسی بھول ہوئی کہ مٹھی کے اوپر سے قینچی چلائی (جبکہ چلانی نیچے سے تھی) اور مجھے جمعہ پڑھانا تھا جمعہ کے لئے گیا تو مجھے مسجد میں ذلت

ہوئی۔ معلوم ہوا کہ انسان کو عُجب سجتا نہیں ہے۔ کمال کمال والے کو سجتا ہے، ہم ناقص ہیں اگر اپنے اندر کوئی خوبی دیکھیں یہ ہمارا کمال نہیں، یہ اس پروردگار کا کمال ہے، جس نے ہم ناقص لوگوں کو عطا فرمادیا۔

نفس میں تکبر پیدا کرنے والے چار الفاظ

اس لئے ہمارے بزرگ تربیت کرتے ہوئے سمجھاتے تھے کہ اپنے نفس کو پُھلانے کے لئے ''میں'' پیدا کرنے والے جو الفاظ ہیں ان کا استعمال ہی نہ کرنا جیسے ''میں'' کالفظ انسان میں تکبر پیدا کرتا ہے۔

طلباء کے لئے علمی نکتہ (یہ ہے) ہمارے اکابر چار الفاظ کے استعمال سے بہت گھبراتے تھے۔

ایک لفظ ''انا'' ''میں''، اور دوسرا لفظ ہے ''لی'' ''میرا'، اور تیسرا لفظ ہے ''عندی'' ''میرے پاس ہے'، اور چوتھا لفظ ہے ''نحن'' ''ہم'۔

چار لفظوں کے استعمال سے بہت گھبراتے تھے، کتراتے تھے، کیوں؟

''انا'' کالفظ شیطان نے استعمال کیا، ''انا خیر منه''،

نتیجہ نکلا کہ اللہ نے اپنے دربار سے دھتکار دیا۔

فرعون نے ''لی'' کالفظ استعمال کیا تھا

''یا قوم الیس لی ملک مصر وهذه الانهار تجری من تحتی''

نتیجہ نکلا جس دریا پر بھروسہ تھا اللہ نے اسی دریا کے اندر ڈبو کر رکھ دیا۔

اور ''عندی'' یہ لفظ قارون نے استعمال کیا تھا کہ یہ جو میرے پاس مال ہے۔

''انما اوتیته علی علم عندی''

میرے پاس علم ہے ، میں بزنس مین ہوں، میں نے بڑی اچھی ڈیل کی، میں

نے مال خون پسینہ کی کمائی کی، تو ''عندی'' کالفظ استعمال کیا۔

نتیجہ کیا ہوا مال سمیت اللہ نے زمین میں دھنسا دیا۔

اور ''نحن'' یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں نے کہا تھا:

''ونحن عصبة'' کہ گروپ ہیں، ہم بڑی بڑی جماعت ''ٹولہ'' ہیں۔

کیا ہوا بالآخر یوسف علیہ السلام کے سامنے اپنے ماتھے کو زمین پر ٹیکنا پڑ گیا۔

تو ہمارے اکابر سمجھاتے ہیں کہ نہ اپنے دل میں اپنی خوبیوں سے خوش ہو، اور نہ اپنے اندر عجب پیدا ہونے دو۔ بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو۔

ایک دوسری بات یہ ہے کہ محبت کے دو انداز ہیں۔

ایک ''نفسانی شیطانی محبت'' یہ تو حرام ہے۔ انسان کے لئے دنیا وآخرت کا نقصان۔ اور ایک ہے جائز محبتیں۔

محبت کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے

دیکھا یہ گیا ہے کہ محبت جائز بھی ہو تو قیمت اداء (Cost Pay) کرنی پڑتی ہے (ادائیگی کرنی پڑتی ہے) محبت جائز بھی ہو تو اس کی قیمت بھی چکانی پڑتی ہے۔ ذرا غور کیجئے۔

آدم علیہ السلام کو ہابیل سے محبت تھی، قابیل نے اس بیٹے کو قتل کر دیا۔

نوح علیہ السلام کو بیٹے سے محبت تھی، آنکھوں کے سامنے پانی میں ڈبو دیا۔

ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیل علیہ السلام سے محبت تھی، گلے پہ چھری پھیرنے کا حکم ہو گیا۔

یہ مخلوق کی محبت جائز بھی ہو تو بھی (Cost Pay) کرنی پڑتی ہے۔ غم اٹھانا پڑتا ہے، صدمے اٹھانے پڑتے ہیں، معلوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں بس محبت ہو تو صرف میری ہو۔ مخلوق کے ساتھ میری نسبت سے محبت ہو۔ میری نسبت سے محبت ہو۔ اس

کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام سے محبت تھی تو پھر دیکھئے کہ یعقوب علیہ السلام کو اتنا رونا پڑا۔

''وابیضت عیناہ من الحزن''

رو رو کے کے آنکھیں سفید ہو گئیں۔

اور یوسف علیہ السلام محبوب بنے، دیکھو اُن کے ساتھ کیا پیش آیا۔

کسی نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ محبت کا اظہار کیا تو یوسف علیہ السلام کہنے لگے بھئی میرے ساتھ محبت کا اظہار نہ کرنا، اس نے کہاں کیوں؟

کہا ابو نے کیا تھا   تو کنویں میں جانا پڑا۔

زلیخا نے کیا تھا   تو جیل میں جانا پڑا۔

خدا کے واسطے محبت کا اظہار نہ کرنا۔

محبت کا معاملہ ایسا کہ اللہ چاہتے ہیں کہ محبت کے قابل فقط میں ہوں، اور محبت کے قابل کوئی نہیں۔ ہاں اگر مخلوق سے تعلق ہو تو میری وجہ سے تعلق ہو، نیکی کی وجہ سے تقویٰ کی وجہ سے، اخلاق کی وجہ سے، یہ محبت کی بنیادیں ہیں۔ اور یہ! کسی کے رنگ پہ مرمٹنا یا کسی کے نقش و نین پہ مرمٹنا، فرمایا یہ تو پرلے درجے کی بیوقوفی ہے۔ محبت حسن کی وجہ سے نہ ہو، حسن کے بارے میں کہتے ہیں کہ Beauty is Skindeep کہ جتنا انسان کی Skin موٹی ہے یعنی حسن ظاہر کی اتنی گہرائی ہے۔ ظاہری کھال اتار دو تو کالے گورے کا باقی گوشت ایک جیسا۔ تو کھال کا ہی فرق ہے تو Skindeep اتنی معمولی سی چیز اس کے پیچھے انسان مرتا پھرے۔

چنانچہ علمی نکتہ طلباء کے لئے! یوسف علیہ السلام جب بکے تو بھائیوں نے کتنے میں بیچا؟

''وشروہ بثمن بخس دراھم معدودۃ'' چند کھوٹے سکوں کے بدلے میں بیچا۔

اللہ رب العزت نے سمجھا دی بات، میرے بندو! یوسف علیہ السلام کا حسن دیکھو پوری دنیا کو اللہ نے نصف حسن دیا اور بقیہ آدھا حسن یوسف علیہ السلام کو عطا کیا۔ اس حسن کو فرمایا کہ دنیا میں کتنی قیمت لگی، چند کھوٹے سکے، اے حسن ظاہر کے پیچھے مرنے والو! چند کھوٹے سکوں کی متاع کے پیچھے اپنے ایمان کو برباد کرتے پھر رہے ہو۔

ناقابل اعتبار چیزیں

اس لئے چھ چیزیں ایسی ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

''ستة لاثبات لھا'' چھ چیزیں جن کا کوئی بھروسہ نہیں۔

(۱) ''ظل الغمام''   بادل کا سایہ، ابھی ہے اور ابھی نہیں۔

(۲) ''خلة الاشرار''   شریر بندے کی دوستی، ابھی دوست اور ابھی دشمن۔

(۳) ''المال الحرام''   حرام مال، پتہ ہی نہیں چلتا۔

(۴) ''الثناء الکاذب''   جھوٹے بندے کی تعریف، جھوٹا جو ہوا، ابھی تعریف کر رہا ہوگا ابھی بہتان لگا دیگا۔

(۵) ''السلطان الجائر''   ظالم بادشاہ۔

کیا پتہ؟ صبح کو امیر ہے شام کو فقیر ہے۔ صبح کو وزیر ہے شام کو اسیر ہے کیا پتہ ہے اس کا۔ جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا۔

(۶) اور چھٹی چیز فرمایا ''عشق النساء'' عورتوں کا عشق۔

اس پر بھی کوئی بھروسہ نہیں۔

چنانچہ اگر محبت کے قابل کوئی ہے تو اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ اسی لئے یہ عشق جو ہے ظاہر کا یہ بندے کے لئے فسق کا ذریعہ بنتا ہے اور توبہ نہ کرے تو بندے کے لئے کفر کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

نیتوں کا فرق

ابن الجوزیؒ نے ایک حکایت لکھی کہ ایک آدمی تھا اس کو ایک نصرانیہ، ایک عیسائی لڑکی سے جو گوری تھی، محبت ہوگئی۔ اب یہ محبت فقط نفسانی محبت تھی، شکل اچھی لگ گئی، تصور میں بیٹھ گئی، چین نہیں آتا تھا، آرام نہیں آتا تھا۔ اس نصرانیہ کو بھی پتہ چلا اس نصرانیہ کو بھی اس سے محبت ہوئی، چونکہ یہ محبت کا اظہار کرتا تھا اور وہ کہتی تھی یہ اچھا بندہ ہے۔ اب نیتوں کا فرق تھا۔ اس کی نیت تھی اُس لڑکی کے فقط حسنِ ظاہر کی۔ اور اُسکی نیت تھی یہ ایک اچھا انسان ہے۔

چنانچہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"ان رجلا علق جارية نصرانية واخذ هواها حتى ازال عقله"

محبت اتنی غالب آگئی کہ دماغ خراب ہوگیا۔

"فحمل الى المستشفى" عاشق صاحب کو ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔

"فاقام به مدة" ایک مدت تک اس کو وہاں رکھا گیا۔

"وكان له صديق يتعاهده" اس کا ایک دوست تھا جو اس کی کیئر ٹیکنگ کرتا تھا خبر گیری کرتا تھا۔

"فقال له يوما" اب اس کا دماغ اتنا خراب ہوا کہ سوچ بھی صحیح نہ رہی، چنانچہ یہ نوجوان اس نصرانیہ لڑکی کے بارے میں سوچتا رہا کہ ملاقات کیسے ممکن ہو۔ تو اس کو Feel محسوس ہوا کہ میری بیماری زیادہ ہوگئی میں بچتا نہیں ہوں۔

"وقد اشرف على التلف" لگا اس کو کہ موت مجھے جھانک رہی ہے۔

"قد ائست من ملاقاة فلانة فى الدنيا"

میں فلاں سے دنیا میں ملاقات سے مایوس ہوگیا ہوں۔

"واخاف ان لا القاه فى الآخرة ان مت مسلما"

اور مجھے ڈر ہے کہ مجھے آخرت میں بھی اس سے ملاقات نصیب نہیں ہوگی کہ اگر میں مسلمان ہو کے مر گیا۔

"ثم تنصر ومات" یہ نصرانی ہوگیا اور مر گیا، ایمان ضائع ہوا۔

وہ جو اس کا کیئر ٹیکر تھا وہ کہتا ہے:

"فخرجت من عنده اليها" میں وہاں سے اس کی طرف نکل گیا

"فوجدها عليلة، وهى تقول:" وہ بھی بیمار پڑی تھی۔ اور وہ کہنے لگی:

"قد ائست من فلان فى الدنيا" میں فلاں کی ملاقات سے دنیا میں مایوس ہوگئی۔ مگر وہ مسلمان ہے۔

"فانا اسلم لالقاه فى الآخرة" میں اسلام لاتی ہوں تا کہ اللہ آخرت میں میری اس سے ملاقات کروادے۔

"ثم اسلمت" پھر وہ اسلام لے آئی۔

"وماتت" پھر وہ مر گئی۔

یہ حسن ظاہر کے پیچھے تھا ایمان سلب ہوگیا اور جس کو اچھے انسان کی نیت تھی اللہ نے اس کو ایمان کی توفیق عطا فرمادی

حسن فانی کی سجاوٹ پر نہ جا ~ یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

حضرت مجذوبؒ فرماتے ہیں

کوئی جی بھرنے کی صورت ہی نہیں میرے لئے
کیسے دنیا بھر کے ہوجائیں حسیں میرے لئے
اب تو ذوقِ حسن اپنا یوں کہے ہوکر بلند
حسن اوروں کے لئے، حسن آفریں میرے لئے

اللہ بھی حیران ہوتے ہونگے، حسن میں نے دیا یہ حسن والے کے پیچھے پاگل بنے پھرتے رہتے ہیں۔ اور حسن عطا کرنے والے کے دَر کو بھولے ہوئے ہیں۔ تو انسان کے دو انداز ہیں یا تو وہ اللہ کا دوست ہوگا یا تو پھر اپنے نفس کا دوست ہوگا۔

سہل تستریؒ جس بندے سے بھی ملتے تھے اس سے کہتے تھے: "یا حبیب" جس سے بات ہوتی اس کو کہتے: یا حبیب۔

"اذا تکلم مع انسان فقال یا حبیب"

تو کسی نے پوچھ لیا؟ کہ آپ ہر بندے کو یا حبیب کہتے ہیں تو فرمانے لگے کہ اگر مؤمن ہوگا تو "حبیب اللہ" ہوگا، اور اگر منافق ہوگا تو "حبیب ابلیس ہوگا" اس لئے میں اس کو "حبیب" کہتا ہوں۔

محبت کا حقدار صرف اللہ ہے

الغرض محبت کا حقدار فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ حضرت حرم بن حیاؒ فرماتے ہیں:

"المؤمن اذا عرف ربه عزوجل احبه"

مؤمن جب اللہ رب العزت کی معرفت کو پالیتا ہے تو محبت کرتا ہے

"واذا احبه اقبل اليه"

جب اللہ سے محبت کرتا ہے تو اللہ کی طرف بڑھتا ہے

"واذا وجد حلاوة الاقبال اليه"

اور جب اس کو اللہ کی طرف بڑھنے کی لذت ملتی ہے۔

"لم ينظر الى الدنيا بعين الشهوة"

تو شہوۃ کی نظر سے دنیا کی طرف دیکھتا ہی نہیں۔

چنانچہ بعض پہلی کتابوں میں اللہ رب العزت نے یہ فرمایا

"عبدی" اے میرے بندے!

"انا وحقِّک لک محب"

یہ واؤ قسمیہ ہے کہ "مجھے تیرے حق کی قسم کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں"۔

"فبحقّي عليك كن لي محبا"

جو میرا تجھ پر حق ہے تجھے اس کی قسم تو مجھ سے محبت کرلے۔

اللہ تعالیٰ کتنا پسند کرتے ہیں۔ اس بات کو کہ بندے اپنے پروردگار سے محبت کریں۔

چنانچہ یحیٰ بن معاذؒ فرمایا کرتے تھے:

"مثقال خردلة من الحُب احب الى من عبادة سبعين سنة بلا حُب"

کہ اللہ کی محبت کے ساتھ ایک ذرہ برابر نیکی کرنا بغیر محبت کے ستر سال عبادت کرنے سے مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔

یہ دل کی تمنا ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی میں اپنی ایسی محبت دے کہ ہم اللہ کی محبت میں ڈوب جائیں، اللہ کی محبت کا مزہ نصیب ہوجائے۔

اللہ کی محبت میں اضافہ کرنے والی چیزیں

یہ محبت بڑھتی ہے کچھ چیزوں سے۔ یہ عاجز صرف ان کو گنوا دے گا زیادہ تفصیل میں نہیں جائیگا۔

﴿۱﴾ ایک ہے قراءۃ القرآن — قرآن مجید پڑھنے سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

ابن رجب حنبلیؒ فرماتے تھے

"لاشئی عند المحبين احلی من کلام محبوبه"

کہ محبت کے نزدیک محبوب کے کلام سے زیادہ لذیذ اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔

"فھو لذة قلوبھم وغاية مطلوبھم"۔

﴿۲﴾ دوسری بات "التقرب بالنوافل" اللہ کی طرف نوافل کے ذریعے انسان قرب حاصل کرے۔

﴿۳﴾ تیسری بات اتباع حبیب المصطفیٰ۔۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کا اتباع، اتباع اگر انسان کرے تو اس سے بھی اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

﴿۴﴾ پھر "التفکر فی بر اللہ واحسانہ"

اللہ تعالیٰ کے جو احسانات ہیں ان پر سوچنا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر کیا کیا احسانات کیئے ہیں

﴿۵﴾ "التفکر فی اسماء اللہ تعالیٰ"

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں غور کرنا، کہ وہ رحیم ہے، ستار ہے، کریم ہے، عفو ہے۔ جتنا اس پر غور کریں گے اتنا اللہ سے محبت بڑھے گی۔

کسی نے کیا عجیب بات کہی: اے دوست! جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی تعریف کی، کیوں؟ کہ اگر وہ تیری ستاری نہ کرتا تو کوئی بندہ زبان سے تیری تعریف نہ کرسکتا۔ تو یہ جو عزتوں کی زندگی گذارتے ہیں تو یہ صفت ستاری کا صدقہ ہے۔

﴿۶﴾ پھر "مجالسة المحبین"

اللہ سے محبت کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھنا، اس لئے بھی اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔

چنانچہ نبی علیہ السلام نے تین چیزیں حدیث پاک میں بیان فرمائیں (Crystelclear) بہت واضح ہے۔

حدیث مبارکہ میں اللہ کے حبیب ارشاد فرماتے ہیں:

"من سرہ ان یحبہ اللہ ورسولہ"

کہ جس کو یہ بات اچھی لگے کہ اس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرے۔

"او یحب اللہ ورسولہ"

یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کریں، تو وہ بندہ تین کام کرے۔ اب بتائیں کہ کتنا واضح بتایا جا رہا ہے کہ تین کام کرنے سے تمہارے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت کریں گے۔ اب ہونا تو یہ چاہئے کہ سالکین یہ عہد کریں کہ ہم ان تین باتوں پر ڈٹ جائیں گے۔ زندگی میں انہیں اپنائیں گے، کونسی تین باتیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

(۱) "فلیصدق حدیثہ اذ حدّث" جب بات کرے تو سچ بات کرے۔

مشکل کام ہے۔ آج بدبخت شیطان نے جھوٹ کی نفرت کو کم کرنے کے لئے اس کا نام بدل دیا۔ اس نے اس کا نام بہانہ رکھدیا۔ اوجی میں نے بہانہ بنالیا۔ یہ بہانا کیا ہوتا جھوٹ ہوتا ہے۔ تو فرمایا کہ جو بندہ بات کرے تو سچ بولے۔

(۲) "ولیؤد امانتہ اذا اؤتمن" جب امانت ملے اسکو پورا ادا کرے تو اس کی خیانت نہ کرے۔

آج تو امانت کو مال غنیمت کی طرح استعمال کرتے ہیں، کوئی مکان کرایہ پر دے تو پھر حشر دیکھئے اس کا کیا ہوتا ہے۔ استعمال کے لئے چیز دیدو پھر دیکھو اس کا حشر کیا ہوتا ہے۔ ہمارے اندر سے یہ بات نکلتی جارہی ہے کہ امانت کیا ہوتی ہے۔ تو فرمایا کہ امانت کا خیال رکھئے۔ یہ دوسری صفت ہے۔

(۳) تیسری صفت "ولیحسن جوار من جاور" کہ وہ اپنے پڑوسی کے پڑوس کا خیال رکھے۔

اب اللہ تعالیٰ تو پڑوسی کے خیال رکھنے کا حکم بھی فرماتے ہیں۔ اور آج کے سالکین اپنی بیوی تک کا خیال نہیں رکھتے، اس سے بڑا پڑوسی کون بھئی، جس کے ساتھ دن اور رات کے اوقات اکٹھے گذرتے ہیں، غصہ ڈانٹ، ڈپٹ، چھوٹی چھوٹی بات پہ مُوڈ۔ کئی کئی دن نہ بولنا، ایک گھر میں رہتے ہوئے اس طرح سے جیسے مشرق اور مغرب کی دوریاں ہوتی ہے ایک دوسرے سے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے نصیب ہوگی اور شیطان بھی ایسا شیطان ہے۔ دوستوں کی مجلس میں بڑا رنگ رنگیلے، اور گھر پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں حضرت پتہ نہیں کیا پارہ چڑھ جاتا ہے۔ یہ آگ ہے اور شیطانیت ہے جو دماغ میں سما جاتی ہے۔ اور کیا ہے۔

جہاں محبتیں تقسیم کرنی تھیں وہاں غصے، اور غیروں کی طرف ترستی ہوئی نظریں۔

تو تین باتیں! تین باتیں فرمائیں جو تین کام کریگا اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ملے گی اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بندے سے محبت کریں گے۔ آج سودا کریں اللہ سے کہ:

اے مالک! یہ تین کام کرنے کا عہد کرتے ہیں:۔

سچ بولیں گے۔ جھوٹ سے بچیں گے۔

امانت کا خیال کریں گے۔

تیسرا اپنے پڑوسی کو اس سے مراد صرف گھر کا پڑوسی نہیں۔ دفتر میں کام کرنے والا بھی پڑوسی ہوتا ہے۔ غرض جو بھی ساتھ رہے، سفر میں اکھٹے سفر کرنے والا بھی ایک وقت کا پڑوسی۔ الغرض اللہ کے بندوں کے لئے رحمت بنیں، اللہ کے بندوں کے لئے زحمت نہ بنیں۔ اس طرح ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوگی۔

﴿۷﴾ پھر فرمایا ''کثرت ذکر'' کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ذکر کی کثرت کی بنا پر بڑھ جاتی ہے۔ اور واقعی جن کے دل میں محبت ہو، اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ان کو مزہ آتا ہے۔

تین چیزوں میں حلاوت

حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے:

''تفقدوا الحلاوہ فی ثلثة اشیاء''

تین چیزوں میں تم (Enjoyment) تلاش کرو، حلاوت تلاش کرو، حلاوت ڈھونڈو، تمہیں حلاوت تین چیزوں میں ملے گی۔

(۱) **فی الذکر** — اللہ تعالیٰ کی یاد میں۔

(۲) **وفی قراء ۃ القرآن** — قرآن پڑھنے میں۔

(۳) **وفی الصلوۃ** — نماز پڑھنے میں۔

''فان وجدتموھا ......والا فاعلموا انَّ الباب مغلق''

اگر ان تین چیزوں میں تمہیں حلاوت نہ ملے تو سمجھ لو دروازہ بند کردیا گیا ہے۔ اللہ نے دروازہ بند کردیا ہے۔ اللہ کی یاد میں، تلاوت قرآن میں، اور نماز میں۔ اسی لئے اللہ والوں کو اللہ کی یاد میں اتنا مزہ آتا ہے۔

ذی النون مصریؒ فرماتے ہیں:

''ماطابت الدنیا الا بذکرہ'' دنیا اچھی نہیں لگتی مگر اللہ کی یاد کے ساتھ۔

''ولا طابت الآخرة الا بعفوہ'' آخرت اچھی نہیں لگتی مگر اللہ کی معافی کے ساتھ۔

''ولا طابت الجنة الا برؤیته'' اور جنت اچھی نہیں لگتی مگر اللہ کے دیدار کے ساتھ۔

(۸) پھر موت کو کثرت سے یاد کرنا، اس سے بھی اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔ یہ موت حقیقت میں اللہ رب العزت سے ملاقات ہے۔ فرمایا:

'' من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاء ہ،ومن کرہ لقاء ہ کرہ اللہ لقاء ہ''

جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ اور جو اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں اللہ اس بندے سے ملاقات ناپسند کرتے ہیں۔

اسی لئے ہمارے بزرگ تو موت کا انتظار کرتے تھے۔ ملک الموت کو دیکھ کر کہتے تھے کتنا اچھا مہمان آیا، میں پچھلے اتنے سالوں سے تمہارے انتظار میں تھا۔

ربعیؒ ایک بزرگ تھے۔ ان کی موت کا وقت قریب آگیا، تو بیٹی رونے لگ گئی۔ ابا جی! ابا جی! جب بیٹی روئی، تو فرمایا: "یابنیة لا تبکی" ۔اے بٹیا رو نہیں۔

"ولکن قولی یا بشری، بلکہ یوں کہو کہ خوشخبری ہو، کتنا اچھا یہ وقت

فالیوم القٰی ربی" ہے کہ کل میں اپنے اللہ سے ملاقات کرونگا۔

ایک عورت تھی جو کہ بڑی نیک تھی، ذرا اُس کی بات بھی سن لیجئے:

وکانت امرأة متعبدة تقول: یہ کہا کرتی تھی:

"ولو وجدت الموت یباع لاشتریته شوقا الی الله تعالٰی وحبا للقائه"

اگر مجھے موت کہیں بکتی ہوئی مل جاتی، تو میں اللہ سے ملاقات اور جنت کے شوق میں اس موت کو خرید لیتی۔

ایک اعرابی سادہ بندہ، بیمار ہوگیا۔

"مرض اعرابی فقیل له انک تموت"

ساتھ والے نے کہدیا کہ آپ کی حالت زیادہ خراب ہے، ڈاکٹروں نے جواب دیدیا تو آپ کی موت آنے والی ہے۔

قال: اس بوڑھے بندے نے پوچھا:

"واین یذهب بی" کہ مجھے کہاں لیجایا جائیگا موت کے بعد۔

"قالوا: الی الله عزوجل"۔ اللہ رب العزت کی طرف لیجایا جائیگا۔

قال: کہنے لگا:

"فما اجملَ الموت واجملَ لقاء الله" کتنی اچھی موت ہے اور کتنی اچھی اللہ رب العزت سے ملاقات ہے۔

4 محبت کا نتیجہ دیدار

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں زندگی گذاری ہوتی ہے۔ تو موت کے وقت قید خانے سے چھوٹنے کی خوشخبری ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو دنیا سے جلدی لیجاتا ہے۔ پتہ ہے اس کے پیچھے راز کیا ہے؟

عام لوگ سمجھتے ہیں کہ جی! نیک بندے تھے اللہ نے اپنے پاس بلایا، یہ صحیح بات ہے۔ مگر اس کے پیچھے ایک راز ہوتا ہے۔ عارفین نے لکھا ہے:

اللہ رب العزت جب کسی بندے سے پیار و محبت کرنے لگتے ہیں اس کو جلدی بلا لیتے ہیں کہ کہیں شیطان ان کے ایمان کے ساتھ کوئی خرابی نہ کر ڈالے، اس سے پہلے کہ شیطان کوئی بدبختی کرے، میں اس بندے کو محفوظا اپنے پاس بلا لیتا ہوں۔ چنانچہ جب بندہ دنیا میں اللہ رب العزت سے محبت کریگا اس کا اجر جنت میں اللہ کے دیدار کی نعمت کی صورت میں ملے گا، ایسے بندے کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

چنانچہ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے:

"من کان الیوم مشغولا بنفسه" جو آج اپنے نفس کے ساتھ مشغول ہے۔

"فهو غداً مشغول بنفسه" تو وہ کل بھی یعنی آخرت میں بھی اپنے نفس کے ساتھ مشغول ہوگا۔

"ومن کان الیوم مشغول بربه" اور جو آج اپنے رب کے ساتھ مشغول ہے کبھی مراقبے میں، کبھی وقوفِ قلبی میں کبھی مسنون دعائیں، کبھی نماز، کبھی تلاوت، جو آج اپنے رب میں مشغول ہے

"فهو غدا مشغول برؤیته" وہ قیامت میں اپنے رب کی رویت میں مشغول رہیگا۔

عربی کا ایک شعر ہے

احبک حبین حب الھواء

کہ اے محبوب میری محبت تیرے ساتھ دو انداز کی ہے۔ ''حبین'' یہ محبت کے دو پہلو ہیں۔ دو انداز کی محبت ہے مجھے تم سے ایک تو یہ

''حب الھواء'' ایک تو یہ میری اندر کی چاہت ہے۔

میرا نفس تجھے پسند کرتا ہے تو ایک تو محبت کا پہلو ''احبک حبین حب الھواء''

میری محبت دو طرح کی، ایک تو میری چاہت ہے تیرے بارے میں۔

''وحب لانک اھلٌ لذاک'' اور دوسرا انداز کہ تو محبت کے قابل بھی بہت ہے، مجھے بھی محبت ہے۔

اور واقعی تو محبت کے مستحق بھی ہے یہ بھی انداز ہے میری محبت کا۔

فاما الذی ھو حب الھواء

لہٰذا وہ محبت جو میری چاہت کی وجہ سے ہے۔

فشغلی بذکرک عمن سواک

اس کا تقاضہ یہ ہے کہ تیرے سوا کسی کو یاد نہ کروں،

واما الذی انت اھل لہ

اور وہ محبت کہ تو محبت کے قابل ہے۔

فکشفک فی الحب حتی اراک

اس کا تقاضہ یہ ہے کہ تو پردہ اٹھا کہ میں تیرے چہرہ کا دیدار کروں۔ مؤمن کی زندگی کی تمنا یہی ہوتی ہے۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا: ''رؤیة الرب بحسب الحب''

جنتی جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ محبت ہوگی، اس کو اللہ تعالیٰ کی رویت کا لطف اور مزہ اتنا زیادہ آئیگا۔

اب یوں سمجھئے ایک خوبصورت پینٹنگ ہے، ایک آدمی کو دکھاتے ہیں اور اس کی عینک پاس نہیں۔ تو وہ اس پینٹنگ سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ اس کی بصارت تو ٹھیک نہیں، موٹا موٹا نظر آئیگا اور ایک بندے کی Vin6X6 ہے اس کے سامنے وہی پینٹنگ رکھدیں وہ Enjoy کریگا کہ شیڈ کیسے ہیں، کیسے پینٹنگ کی گئی، ایک چیز دونوں کے سامنے، لطف دونوں کا مختلف ہے۔ فرمایا یہ معرفت قیامت کے دن کی بصارت وبصیرت کے مانند ہے۔ دنیا میں معرفت کم ہوگی اللہ کو دیکھے گا لطف اتنا نہیں پائے گا جتنا یہ کامل محبت والا، یہ VN6X6 بصیرت رکھنے والا، یہ اپنے اللہ کے جمال سے لطف اندوز ہوگا۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ رب العزت کی محبت کو مقصود زندگی بنائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں پر تجلی ان کی محبت کے حساب سے ڈالیں گے اور اس کی دلیل نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: سنئے ذرا:

''ان اللہ یتجلی للناس عامة ولکن لابی بکر خاصة''

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سارے انسانوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا، ابو بکرؓ کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خاص تجلی عطاء فرمائے گا۔

یہ ایسا ہی ہے کہ محبوب سب کے سامنے چہرہ تو دکھاتا ہی ہے، جس سے محبت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر سکراتا بھی ہے اب یہ مسکرا کے دیکھنا، محبت آنکھوں میں ٹپکنا، یہ ذرا اور انداز کا ہوتا ہے۔ تو قیامت کے دن محبت کے بقدر اللہ رب العزت کی تجلی ہوگی۔

یہاں پر ایک نکتہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

قیامت کے دن جو سلسلہ عالیہ کے مطابق ذکر کرنے والے لوگ ہونگے ان کو اللہ رب العزت کی تجلی ذاتی دائمی نصیب ہوگی، کیا معنی؟ بات نازک ہے۔ طالب علم ہونے کے ناطے سمجھانے کی کوشش کرونگا۔ جو اپنے بڑوں سے سیکھا ہے۔

جیسا بندہ دنیا میں ذکر کریگا ویسا اس کے ساتھ قیامت کے دن معاملہ ہوگا اب ایک بندہ دنیا میں صفاتی ناموں کا ذکر کرتا رہتا ہے یا حی، یا قیوم، یا سمیع، یا خبیر، مختلف صفاتی نام ہیں۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ صفاتی ناموں کا ذکر کرنے والا بندہ جنت میں جائیگا تو اسے ایک لمحہ کے لئے اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا بغیر صفاتی پردے کے اندر۔ لیکن چونکہ صفاتی ذکر اندر ہوگا لہٰذا وہ صفات کے نورانی پردے اس کے سامنے آئیں گے، جو کیا اس کا نتیجہ۔ فرماتے تھے، ہمارے اس سلسلہ میں ذکر ذات ہے، اللہ کی ذات کا ذکر ہے، کسی اور نام کا ہم ذکر نہیں کرتے بحیثیت ذکر کے۔ تو نتیجہ کیا ہو کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو چونکہ اندر اسم ذات تھا، لہٰذا صفات کے پردے نہیں آئیں گے۔ ایسے سالک کو ہمیشہ اللہ کی ذات کا دیدار نصیب ہوتا رہیگا۔ اس لئے انہوں نے مکتوبات میں فرمایا کہ اور بندوں کو تجلی ذاتی پردی نصیب ہوگی۔ اس سلسلے کے سالک کو اللہ تجلی ذاتی، دائمی عطا فرمائیں گے۔ اب تو مقصود یہی ہے نا، کہ جنت میں اللہ کا دیدار ہو۔

جنت میں اللہ کا دیدار نصیب ہو

حضرت رابعہ بصریہؒ سے کسی نے جنت کا تذکرہ کیا، تو فرمانے لگیں

"الجار ثم الدار" کہ پڑوسی پہلے پڑوسی کا مکان بعد میں۔

کہ تم تو جنت، جنت کی باتیں کرتے ہو۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جنت میں اللہ رب العزت کے دیدار کی لذت نصیب ہو، چنانچہ دیدار کی لذت کا تعلق ہے کہ محبوب کا حسن بہت ہو۔ پھر دیکھنے والے کے اندر محبت بہت زیادہ، جتنی محبت ہوگی محبوب جیسا بھی ہو زیادہ خوبصورت نظر آئیگا۔

لیلا رنگ کی کالی تھی، ماں باپ نے اس کا نام "لیل" سے لیلیٰ رکھا، اتنی کالی۔ اور مجنون صاحب کو بھی اچھی لگی اور یہ Talk of the twon بن گئی، کہ جی! مجنون اتنی محبت کرتے ہیں۔ تو وقت کے حاکم کو پتہ چلا تو اس نے لیلیٰ کو بلوایا تاکہ میں دیکھوں تو صحیح، یہ

حسینۂ عالم Miss Univerce کیسی ہے کہ جس کے تذکرے سنے ہم نے، اس نے بلا کے دیکھا تو کالی۔ کہنے لگا

"از دِگر خوباں تو افزوں نیستی"

لیلیٰ تو دوسری حسیناؤں سے بڑھکر کوئی حسین نہیں ہے۔"

"گفت خامش" کہنے لگی خاموش ہو جا،

"چوں کہ تو مجنون نیستی" چوں کہ تو مجنون نہیں۔ مجنون کی نظر سے دیکھ، دنیا میں مجھ جیسی حسین کوئی نظر نہیں آئیگی۔

دیدار کا انحصار چار چیزوں پر

تو پہلی چیز محبوب کا جمال کمال تک ہو۔

اور دوسری چیز محبّ کا حب بھی حد درجہ کمال تک ہو۔

اور تیسری چیز ادراک بھی ہو، بصیرت بھی ہو۔

اور چوتھی چیز انتفاء العوائق جو رکاوٹ کے معاملات ہیں ان سے بندہ الگ بھی ہو۔

اب دل میں ہو خوف، کوئی آجائیگا اس وقت اگر اس کی طرف دیکھے گا بھی، تو اس کے حُسن سے کیا لطف اندوز ہوگا۔ اس لئے دل میں جو خوف ہے، دل میں جو ڈر ہے یا کوئی مریض ہو تو اس کو کیا نظر آئیگا۔ تو ان چار چیزوں پر محبوب کی رؤیت کا انحصار ہے۔

سالک کو یہ چاروں نعمتیں نصیب ہوتی ہیں کہ اللہ رب العزت کے جمال کی کوئی انتہا نہیں کہ

"اللہ جمیل" نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ بہت خوبصورت ہے۔

ذرا سوچئے! اے حسن کے پیدا کرنے والے تیرے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا؟ تو کتنا حسین ہوگا۔

"قوۃ الحب" ۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اچھا میری محبت کرنے والے تمہارے اندر

محبت بھی شدید ہو۔" والذین امنوا اشد حبا للہ"۔

اور پھر فرمایا کہ تم بصیرت بھی حاصل کرو، دل کو صاف کرو۔ کیونکہ اللہ کو دل کی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اگر آنکھوں میں میل ہو تو ظاہر میں چیز نظر نہیں آتی۔ دل پہ میل ہوگا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوگا۔ اس دل کی صفائی کے لئے آپ یہاں آئے ہیں، بیٹھے ہیں۔ ایک بندہ ہوتا ہے نا، آئی اسپیشلسٹ کے پاس جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ لگتا ہے کہ میرا نمبر بدل گیا، لفظ ٹھیک پڑھے نہیں جاتے، ذرا نمبر ٹھیک کر دیں۔ یہاں آنے کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہم اپنی من مانیوں کی وجہ سے، گناہوں کی وجہ سے اپنی (بینائی) آئی سائٹ (Eye siyat) کے اندر فرق ڈال بیٹھے ہیں۔ آپ ذرا چیک کر کے نمبر کو ٹھیک سیٹ کر دیں، پھر ایمان ٹکا دیں اللہ کی ذات پر، تاکہ ہم اسی کو اپنا مقصود حقیقی بنا لیں۔

چنانچہ جو بندہ دنیا میں اللہ کے دیدار کے لئے تڑپتا ہوگا وہ کیا کریگا؟ وہ پھر نماز میں اللہ کا تصور باندھے گا اسی لئے تو نماز کی مشق کروائی، کہ دیکھو تم کو آخرت میں دیکھنا ہے نا۔ اس سے پہلے ذرا اپنے امیج نیشن میں تصور کر کے دیکھو کہ اللہ کتنا خوبصورت ہوگا۔ کیا فرمایا:

"ان تعبداللہ کانک تراہ" اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم دیکھتے ہو۔

گویا نماز کی مشق پوری زندگی کروائی۔ کہ دیکھنے سے پہلے تصور باندھو۔ جتنا تصور باندھو گے، جب دیکھو گے اتنا ہی مزہ آئیگا۔ اور آج ہم نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اللہ کا دھیان ادھر اُدھر۔ مشق نہیں کرتے۔

علماء نے ایک بات لکھی ہے جنتی جنت میں جائیں گے، نعمتوں میں مشغول ہونگے۔ وقتاً فوقتاً ان کو اللہ کا دیدار ہوگا۔ وقتاً فوقتاً، جمعہ کے دن، سال میں عید کے دن، مختلف اوقات میں۔ نابینا جس کو دنیا میں ماں کے پیٹ سے بینائی نہ ملی مگر اس دنیا میں وہ ایمان کے ساتھ صبر وشکر کے ساتھ اللہ کی بندگی کر کے زندگی گذار گیا، اس نابینا کو اللہ تعالیٰ جنت کے اندر ایک امتیازی شان عطا فرمائیں گے۔ کہا: اس نابینا کو اللہ فرمائیں گے کہ تو

نے دنیا میں میرے کسی غیر پر محبت کی نظر نہیں ڈالی۔ اب تم جس وقت چاہو میرا دیدار کرو۔ نابینا اللہ کی ذات کو ٹکٹکی باندھ کر ہمیشہ دیکھتا رہیگا۔

چند محبین کے واقعات

ایک بزرگ تھے بشر بن حارثؒ، فوت ہو گئے۔ یہ روزہ رکھا کرتے تھے، بھوک برداشت کیا کرتے تھے۔ کسی نے خواب میں دیکھا، تو اس نے پوچھا کہ کیا بنا آگے، بات سنیئے، فرماتے ہیں:

"علم اللہ قلة رغبتی فی الاکل والشراب" کہ اللہ تعالیٰ کھانے پینے میں میری عدم رغبت کو جانتے تھے۔

"فاعطانی النظر الیہ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کھانے پینے میں تجھے رغبت تھی نہیں، اب تو مجھے ہی دیکھتا رہے، میرا دیدار کرتا رہے۔ اب تو اسی میں مشغول ہو جا۔

اب میں ہر وقت اپنے رب کا دیدار کرتا رہتا ہوں۔ اسی لئے جن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ آجاتا ہے۔ وہ عجیب لوگ ہوتے ہیں۔

ابو عبداللہ فرماتے ہیں:

"اشتریت جاریة سوداء للخدمة" میں نے ایک باندی خریدی خدمت کے لئے۔

فقلت لھا: میں نے اس سے کہا:

"قد اشتریتُک" کہ میں نے تمہیں خرید لیا ہے۔ "فضحکت" وہ ہنسنے لگ گئی۔

"فحسبتُھا مجنونة" میں نے اس کو گمان کیا کہ یہ پاگل ہی ہے۔

میں نے اس پر قرآن کی آیت پڑھی۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہتے ہیں کہ جیسے میں نے آیت پڑھی۔ کہنے لگی:

"یا اللہ !!! ھذا لذة الخبر فکیف لذة النظر" تیرے خبر کی لذت اگر یہ ہے تو تیرے دیدار کی لذت کیا ہوگی؟

اللہ اکبر! هذا لذة الخبر — تیرے کلام کی لذت ایسی ہے، اللہ!

فكيف لذة النظر — تیرے دیدار کی لذت کیا ہوگی۔

فرماتے ہیں: "فلما جن الليل" جب رات آئی۔

"وطات فراشا للنوم" میں نے بستر تیار کرایا اپنے لئے۔

"فقالت له" وہ اس اپنے مالک سے کہنے لگی:

"اما تستحی من مولاک" تجھے اپنے مالک سے حیاء نہیں آئی۔

"وانه لا ينام وانت تنام" تیرا مالک سوتا نہیں تو سو رہا ہے، تجھے مالک سے شرم نہیں آئی۔

"ثم قالت: ع

عجبا للمحب كيف ينام — جوف الليل وقلبه مستهام

علی بن موفقؒ اپنا خواب لکھتے ہیں کہ: "رأى في المنام" میں نے خواب میں دیکھا:

"فرأيت في سرادق العرش رجلا قد شخص ببصره فينظر الى الله تعالىٰ لا يطرق" — عرش کے اوپر ایک بندے کو دیکھا اللہ تعالیٰ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا چلا جا رہا ہے، ادھر ادھر ذرا بھی مائل نہیں ہوتا،

کن انکھیوں سے دیکھنا ہوتا ہے نا ادھر ادھر، دیکھتا چلا جا رہا ہے۔

"فقلت لرضوان" میں نے رضوان (فرشتے سے) سے پوچھا:

من هذا؟ — یہ کون ہے؟

"قال: معروف الكرخي" — یہ معروف کرخی ہیں۔

"عَبَدَ اللّٰهَ" — اس نے اللہ کی عبادت کی۔

"لاخوفا من ناره" — نہ جہنم کے خوف کی وجہ سے،

"ولا شوقا الى جنته" — اور نہ جنت کے شوق میں۔

"بل حبا له" — بلکہ اللہ کی محبت میں اس کی عبادت کی۔

"فاباحه النظر اليه الى يوم القيمة" اللہ نے اس کو اپنی طرف دیکھنے کی اجازت قیامت تک عطا فرمائی۔

معروف! قیامت کے دن استقبال تو ہوگا سو ہوگا نا، اس سے پہلے قبر میں تیرے ساتھ یہ معاملہ قیامت تک۔ بس تو میرے دیدار کی لذت سے آشنا ہوتا رہ۔

اسی لئے اللہ والوں کو رات کا انتظار ہوتا ہے۔ مصلے پہ بیٹھیں، قرآن پڑھیں، نماز پڑھیں، دعا مانگیں، اللہ سے لو لگائیں، اپنے محبوب کے ساتھ وقت گذاریں۔

چنانچہ احوال الصادقین میں لکھا ہے، عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ:

جس طرح دولہا اپنی دولہن سے ملاقات کے لئے رات کا منتظر ہوتا ہے، ہمارے مشائخ اللہ کی عبادت کے لئے رات کے اندھیرے کا اس طرح انتظار کیا کرتے تھے

"اوحى الله الى بعض عباده"

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء کی طرف یہ الہام فرمایا:

"ان لى عبادا من عبادى يحبنى واحبهم"

میرے بندوں میں سے میرے کچھ ایسے بندے ہیں وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

"واشتاق اليهم ويشتاقون الى"

میں ان کا مشتاق ہوں وہ میرے مشتاق ہوتے ہیں۔

"ويذكرونى واذكرهم" وہ میرا ذکر کرتے ہیں میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

"فاذا جن الليل" — جب رات آجاتی ہے۔

"واختلط الظلام" — اور اندھیرا خلط ملط ہو جاتا ہے۔

"وفُرِشت الفرش" — بستر بچھا دئے جاتے ہیں۔

"وخلا کل حبیب بحبیبه" اور ہر محبّ اپنے محبوب کے قریب پہونچ جاتا ہے۔

"نصبوا اقداهم" ان کے قدم کھڑے ہوجاتے ہیں۔

"وفرشوا وجوهم" ان کے چہرے میرے سامنے سجدوں میں بچھ جاتے ہیں۔

"ونجونی بکلامی" وہ میرے کلام کے ذریعہ مجھے مناتے ہیں۔

"فتملقونی بانعامی" اور میرے انعام کے انتظار میں رہتے ہیں۔

تہجد کی نماز ہمارے اس پروردگار کو کتنی پسند ہے۔

دن افضل ہے یا رات

کہتے ہیں، دو علماء میں بحث ہوگئی، ایک نے کہا کہ دن افضل ہے، دوسرے نے کہا رات افضل ہے، اب دلائل چلے، جنہوں نے کہا دن افضل، انہوں نے دلیل دی، دن میں سورج ہوتا ہے روشنی ہوتی ہے، تیقظ ہوتا ہے، انسان کے اندر بیداری ہوتی ہے، حرکت ہوتی ہے، اور دن کے اندر تین نمازیں فجر، ظہر اور عصر، اور رات کے اندر مغرب اور عشاء، لہٰذا دن افضل رات سے کہ تین نمازیں۔ اور انہوں نے آخری ایک دلیل دی کہ جمعہ کی نماز بھی دن میں اور جمعہ کی نماز پچھلے جمعہ سے اس وقت تک کے تمام گناہوں کو معاف کرواتی ہے، جمعہ کا دن مؤمنوں کے لئے عید کا دن، لہٰذا دن افضل ہے رات سے۔ ان کو یہ دلائل دینے کے بعد خیال ہوا کہ اب تو سامنے والا کوئی بات کر ہی نہیں سکتا، کہنے لگے کہ دیکھو رات میں سستی ہوتی ہے، نیند ہوتی ہے، انسان لیٹا پڑا رہتا ہے، اندھیرا ہوتا ہے کاروبار سمٹ جاتا ہے لہٰذا دن افضل ہے رات سے۔

اب دوسرے عالم کہنے لگے جنہوں نے کہا تھا رات افضل ہے، وہ کہنے لگے کہ دیکھو! جو قلوب العارفین ہیں وہ رات کے سورج ہوا کرتے ہیں، دن کا سورج تو یہ ہے اور عارفین کے دلوں کا نور جو چمکتا ہے یہ رات کے سورج ہیں اور اگر دن میں تیقظ ہے، جاگنا

ہے اٹھنا ہے، اللہ نے اپنے حبیب کو فرمایا: "قم اللیل" رات کو بھی کھڑے ہوجاؤ۔ یہ تو رات کو بھی فضیلت حاصل ہے، اگر دن میں حرکت ہے کاروبار ہے تو رات میں مناجات ہے جو بندہ اپنے اللہ سے کرتا ہے۔

تو دن والے نے کہا یہ کیا دلیلیں ہوئیں، کوئی ٹھوس بات کرو پتہ چلے کہ افضل کون ہے؟

تو اس نے جواب دیا کہ دیکھو اللہ نے راتوں میں سے ایک رات بنائی، شب قدر

"خیر من الف شهر" ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

اس میں دن بھی ہوں گے، تو ایک رات کے بدلے ہزاروں مہینوں کا مقام نہیں بن سکتا، اب ہوئی نا رات اعلیٰ۔ تو کہنے لگے کہ ہاں بات تو ٹھیک ہے۔

اس نے کہا کہ ایک بات اور بھی سن لیجئے، کہ رات محبّ اور محبوب کی ملاقات کا وقت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر ملاقات کے لئے بلایا تو فرمایا:

"سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا" رات کو بلایا۔

تو دوسرے نے کہا ہاں میں نے بات تسلیم کرلی کہ واقعی محبت کی دنیا میں رات کو فضیلت حاصل ہے۔

کاش آج ہمارے دل کے اندر بھی یہ تمنائیں ہوں کہ ہم رات کو اللہ کے ساتھ مست رہیں۔

دنیا آج بھی راتوں میں اپنے محبوبوں کے ساتھ بات کرتی ہے اسی لئے موبائیل کمپنیوں نے بینر لکھوایا "کرو بات ساری رات"۔

بالکل اسی طرح اللہ والوں کی زندگی کی بھی یہی ترتیب ہے:

"اللہ سے کرو بات ساری رات"

عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھتے تھے، سبحان اللہ! اللہ رب العزت کی محبت کا راستہ یہی ہے۔

حضرت یحییٰ اور داؤد علیہما السلام کی طرف وحی

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام کی طرف اللہ رب العزت کی طرف سے اللہ کی محبت میں جو وحی آئی۔ آج وہ کچھ باتیں پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ امید ہے کہ آپ دل کے کانوں سے سنیں گے۔

"انه بلغني ،ان الله تعالیٰ اوحی الی یحیٰ علیه السلام"

یحیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ نے وحی فرمائی۔

"یا یحی انی قضیت علی نفسی" میں نے اپنے لئے ایک بات کا فیصلہ کرلیا۔

"انه لا یحبنی عبد من عبادی اعلم ذالک منه" جب بھی میرا کوئی بندہ مجھ سے سچی محبت کرتا ہے۔ اور میں اس کے دل میں جھانک کہ دیکھ لیتا ہوں کہ میرے سوا کسی کی محبت نہیں۔

"الاّ کنت سمعه الذی یسمع به" میں کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔

"وبصره الذی یبصر به" آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

"ولسانه الذی یتکلم به، زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے

وقلبه الذی یفهم به. دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے

فاذا کان ذالک" جب یہ درجہ مل جاتا ہے۔

"بغضت الیه الاشتغال بغیری" اپنے سوا کسی اور کے ساتھ اشتغال کو ناپسندہ بناتا ہوں۔

اس کا دل ہی نہیں کرتا، اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ مشغول ہونے کا۔

وادمت فکرته ،واسحرت لیله، واظمات نهاره .

ہمیشہ فکرمند رہتا ہے، رات کو جاگتا ہے، دن کو روزہ رکھتا ہے۔

"یایحی انا جلیس قلبه" میں اس کے دل کا ہم جلیس ہوتا ہوں۔

"وغایة امنیته وعمله" میں اس کی امید اور تمناؤں کی انتہا بن جاتا ہوں۔

"احب له کل یوم وساعة" ہر لمحے اور ہر ساعت میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

"فیتقرب منی واتقرب منه" وہ میرے قریب ہوتا ہے میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔

"یسمع کلامی" وہ میرا قرآن پڑھتا ہے، توجہ کے ساتھ۔

تو بدلہ یہ ملا کہ:

"اسمع کلامه" میں اس کے کلام کو بڑے غور سے سنتا ہوں۔

"واجیب تضرعه ودعائه" اس بندے کی دعا کو میں قبول بھی کرتا ہوں۔

"فوعزتی وجلالی"

سبحان اللہ! اللہ رب العزت قسم کھا کر فرماتے ہیں۔

اس بات کو ذرا توجہ سے سنئے، فرماتے ہیں:

"فوعزتی وجلالی" مجھے اپنی عزت کی قسم، مجھے اپنے جلال کی قسم۔

"لابعثنه مبعثا،یغبطه بها الاولون و الآخرون" تو اُسے قیامت کے دن اس طرح سے اپنے سامنے کھڑا کرونگا کہ اس شان کے ساتھ کہ اگلے اور پچھلے اس کے اوپر رشک کریں گے۔

"ثم امر مناد ینادی" پھر میں منادی کو حکم کرونگا کہ تم ندا کرو۔

"هذافلان ابن فلان" یہ فلان کا بیٹا فلان ہے۔

"ولی الله" یہ اللہ کا ولی ہے "وصفیه" اللہ کا پسندیدہ ہے۔

"وخیر ته من خلقه" میں نے اس کو اپنی مخلوق میں سے پسند کردیا۔

"دعوته لزیارتی" میں نے اس کو بلایا ہے اپنی زیارت کے لئے۔

"لیشفی صدره من النظر" تا کہ یہ میرے چہرے کا دیدار کرکے اپنے دل کو

"الی وجهه الکریم" راحت اور ٹھنڈک پہنچا سکے۔

سیدنا داؤد علیہ السلام کی طرف اللہ رب العزت نے وحی نازل فرمائی، کہ جب میرا ولی قیامت کے دن میرے سامنے آئیگا، تو میں اس کے ساتھ محبت کا استقبال کرونگا، جیسے بچھڑا ہوا دوست اپنے بچھڑے ہوئے دوست کا استقبال کرتا ہے۔

ایک سال خاوند باہر رہے نوکری کے لئے، تو جب اسے گھر آنا ہوتا ہے تو بیوی کو دیکھو، گھر کو کیسے تیار کرتی ہے، صاف ستھرا، کھانے بنے ہوئے، بچے کو نہلاتی ہے، کپڑے پہناتی ہے۔ اس دن گھڑی دیکھتی ہے، تمہارے ابو آنے والے ہیں، اس کی خوشی کی انتہا نہیں ہوتی ہے، کہ میرا خاوند ایک سال کے بعد مجھے مل رہا ہے جس محبت سے وہ بیوی اپنے خاوند کا استقبال کرتی ہے، اس سے کئی گناہ زیادہ محبت سے اللہ تعالیٰ اس اپنے بچھڑے ہوئے بندے کا قیامت کے دن استقبال فرمائے گا۔

اللہ رب العزت نے داؤد علیہ السلام سے فرمایا:

قل لعبادی المتوجهین الی محبتی

میرے بندوں کو کہہ دو جو میری محبت کے متلاشی ہیں۔

ما ضرکم اذا احتجبت عن خلقی

کیا فرق پڑتا ہے اگر مخلوق سے تمہیں پردہ میں رکھ لیا۔

ورفعت الحجاب فی ما بینی وبینکم

اپنے اور تمہارے درمیان کے حجاب کو میں نے اٹھالیا۔

"حتی تنظروا الیَّ بعیون قلوبکم"

حتی کہ تم دل کی آنکھوں سے میری طرف دیکھو،

تم نے تو نفع کا سودا کیا۔ دنیا کو چھوڑا تو دیکھو تمہیں کتنا بدلہ ملا۔ چنانچہ داؤد علیہ السلام روزہ رکھا کرتے تھے ایک دن روزہ ایک دن افطار، ایک دن روزہ ایک دن افطار

اللہ کی محبت میں۔ نفس کے خلاف کرنا انسان کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے۔ فرمایا:

"یا داؤد تحبب الی بما عاداتِ نفسک امنع الشهوات، انظر الیک وتری الحجب بینی وبینک مرفوعا"

شہوات کو تو روک لے کنارہ کشی اختیار کر لے، اے داؤد! اپنے اور تمہارے درمیان کے پردے کو میں اوپر اٹھاؤں گا،

پیٹھ پھیر کر جانے والوں کا بھی انتظار

پھر اگلی ایک بات سنئے، عجیب ہے:

یا داؤد! اے داؤد!

"لو یعلم المدبرون عنی کیف انتظاری لهم ورفقی بهم وشوقی الی ترک معاصیهم، لماتوا شوقا الی"

اے داؤد علیہ السلام اگر وہ بندے جان لیں جو میری طرف سے پیٹھ پھیر کے دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں، دنیا کو محبوب بنالیتے ہیں۔

"لو یعلم المدبرون عنی" یہ پتہ چل جائے۔

"کیف انتظاری لهم" کہ مجھے ان کا کتنا انتظار رہتا ہے۔

"ورفقی بهم" اور میں ان کے ساتھ کتنا نرم ہوتا ہوں۔

"وشوقی الی ترک معاصیهم" اور مجھے کتنا شوق ہے کہ وہ گناہوں کو چھوڑ دیں۔

"لماتوا شوقا الیَّ" تو وہ اس شوق میں جان سے مرجائیں گے۔

ان کو پتہ چل جائے نا، کہ مجھے اپنے گناہ گار بندے کی توبہ کا کتنا انتظار رہتا ہے، اے داؤد! وہ شوق میں آ کے جان کو دے بیٹھیں۔

پھر آگے اس سے بھی بڑھ کے ایک عجیب بات کی۔ اللہ اکبر! الفاظ پڑھتے ہیں۔

دل کو حلاوت ملتی ہے۔ سبحان اللہ! فرمایا:

"یا داؤد هذه ارادتی فی المدبرین عنی" یہ میرا معاملہ ہے پیٹھ کر پھیر کر جانے والوں کے ساتھ۔

"فکیف ارادتی فی المقبلین علی" جو میری طرف آتے ہیں پھر میرا اُن کے ساتھ کیا محبت کا معاملہ ہوتا ہے۔

پیٹھ پھیر کر جانے والوں کے ساتھ جب میں یہ کرتا ہوں جو میری طرف رخ کر کے آرہے ہوتے ہیں جو اپنے گھروں سے چل کے گرمی کے موسم میں چٹائیوں پہ لیٹتے ہیں، میری محبت کی تلاش میں۔

اے داؤد! جانتا ہے ان آنے والوں کے لئے میرا معاملہ کیا ہوتا ہے؟۔ اللہ اکبر کبیرا۔

عجیب بات کہی:

"قل لشبان بنی اسرائیل" اے داؤد علیہ السلام! بنی اسرائیل کے نوجوانوں کو بتادو!

"لِمَ تُشغلون نفوسکم بغیری وانا مشتاق الیکم" میں تمہارا مشتاق ہوں، تم میرے غیر کے عاشق کیوں بنے پھرتے ہو؟۔

اے کریم آقا! آپ اپنے بندوں کے ساتھ اتنا محبت کا معاملہ فرماتے ہیں، اللہ اکبر!

"یا داؤد ابلغ اهل ارضی انی حبیب لمن احبنی" اے داؤد! میری زمین کے لوگوں کو بتادو۔ میں دوست ہوں جو مجھ سے دوستی کرتا ہے۔

"وانا جلیس لمن جالسنی" میں ہم جلیس ہوتا ہوں جو میرے ساتھ بیٹھتے ہیں تم مراقبے کرتے ہو، میں تمہارا ہم جلیس ہوتا ہوں۔

"ومونس لمن انس بذکری" اور میں اس کا مونس ہوتا ہوں جو میرے ذکر کے ساتھ انس پکڑتا ہے۔

"وصاحب لمن صاحبنی" جو میرے ساتھ ہوتا ہے میں اس کا ساتھی ہوتا ہوں۔

"ومختار لمن اختارنی ومطیع لمن اطاعنی" عجیب! جو میری اطاعت کرتا ہے میں اس بندے کا مطیع ہوتا ہوں

اللہ اکبر! یعنی میں محبت سے اس کی بات کو ٹالتا نہیں ہوں، اس مطیع کا یہ معنی ہے۔

اللہ اکبر! میں اس بندے کی دعاؤں کو نہیں رد کرتا حتیٰ کہ میں اس بندے کی دل کی چاہتوں کو بھی پورا کر دیتا ہوں۔

"من طلبنی بالحق وجدنی" جس نے اخلاص کے ساتھ مجھے طلب کیا، اس نے مجھے پالیا۔

"ومن طلب غیری لم یجدنی" جو میرے غیر کے پیچھے بھاگا اس کو اس کا محبوب (یعنی میں) کبھی نہیں ملے گا۔

"یا داؤد اهذا! ومن ادعی محبتی. واذا جَنَّهُ اللیل نام عنی" جھوٹا ہے وہ شخص میری محبت کا دعویٰ کرے۔ اور جب رات آجائے تو پھر بستر بچھا کے سوجائے،

یہ جھوٹا ہے۔ اللہ اکبر کبیرا!

اللہ کی مہربانی

اللہ رب العزت کتنے کریم ہیں؟ کتنے مہربان ہیں؟ واقعی ہم دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں احساس نہیں کہ اللہ رب العزت کتنا اس چیز کو پسند کرتے ہیں کہ بندہ مخلوق کی نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتوں کو چھوڑ کر اپنے رب کریم کو محبوب حقیقی بنالے۔

ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: "ان رحمة قسمها فی دار الدنیا" اللہ رب العزت نے اپنی رحمت کو تقسیم کیا، سو حصوں میں۔ بات توجہ سے سننے والی ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنی رحمت کو تقسیم کیا سو حصوں میں۔

"ان رحمۃ قسمہا فی دار الدنیا" — اور ایک حصہ اس نے دنیا میں ظاہر فرمایا سو میں سے۔

تو فرماتے ہیں اگر رحمت کے ایک حصے سے:

"اصابنی منہا الاسلام" — اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت کے ایک حصے سے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔

انی لارجوا من تسع وتسعین رحمۃ ما ھو اکثر من ذلک — میں ننانوے حصے رحمت کی توقع کرتا ہوں، قیامت کے دن مجھے اور بھی نعمتیں عطا فرمائیگا۔

وفدت علی الکریم بغیر زاد — من الاعمال والقلب السلیم
فان الزاد اقبح من کل شیء — اذا کان الوفود علی الکریم

میں بغیر کسی تیاری سامانِ سفر کے اس کریم کے پاس آپہنچا۔

نہ اعمال ہیں نہ اچھا دل ہے میرے پاس، اور میں بغیر سامانِ سفر اس کریم کے در پہ آپہنچا۔

کہتے ہیں کہ جب بادشاہوں کی طرف سے دعوت ملے اور کوئی گھر سے کھانا لے کے جائے تو بادشاہ ناراض ہوتا ہے میرے پاس گھر سے کھانا لائے، کوئی کمی تھی؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ میں کریم کے در پہ پہونچا اور پلے میرے کچھ نہیں، مگر سنا یہی ہے کہ کریم کے در پہ کچھ لیکر جاؤ تو کریم اس کو پسند ہی نہیں کرتے۔

"بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ قبر میں میرے پاس فرشتے آئے، کہا:

بوڑھے کیا لائے؟

تو خواب دیکھنے والے نے پوچھا: حضرت آپ نے کیا کہا؟

فرمانے لگے میں نے کہا کہ جب کوئی بادشاہ کے دروازے پر آتا ہے تو یہ نہیں

پوچھتے کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا لینے کے لئے آئے ہو۔

میں بادشاہ کے دروازے پر آیا ہوں، اللہ اکبر کبیرا!

ماں بچے کے ساتھ محبت کرے اور بیٹا اگر رخ پھیرے تو ماں شکوہ کرتی ہے، بیٹے میں نے ایسے پالا، میں نے خیال رکھا، میں نے قربانی دی، میں نے تجھے پال کے بڑا کیا تو مجھے ملنے ہی نہیں آتا۔

بندے سے اللہ کا شکوہ

محبت میں یہ ہوتا ہی ہے کہ محبوب اور محبّ ایک دوسرے کے ساتھ شکوہ کرتے ہی ہیں۔ یہی میاں بیوی کا معاملہ ہوتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی خاطر قربانیاں دے اور خاوند توجہ نہ کرے تو وہ کہتی بھی ہے کہ دیکھئے میں نے آپ کے خاطر کیا کیا قربانیاں نہیں دیں۔ اور آپ وقت پہ ہی گھر نہیں آتے، ہمارے لئے وقت ہی نہیں، فرصت ہی نہیں، یہی معاملہ بندے اور پروردگار کے ساتھ ہوتا ہے۔ سنئے ذرا!

"قال سھل بن عبد اللہ، — سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں:

"ما من یوم الا والجلیل سبحانہ ینادی" — کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ جب اللہ تعالیٰ اس بات کی آواز نہ لگاتے ہوں، پکارتے نہ ہوں، فرماتے نہ ہوں۔

"ما انصفتنی عبدی، اذکرک وتنسانی" — میرے بندے تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا، میں نے تجھے یاد کیا تو مجھے بھول جاتا ہے۔

"اذکرک وتنسانی" — میں تجھے یاد کرتا ہوں، فرشتوں میں۔ اور تو مجھے بھول جاتا ہے۔

"وادعوک اِلَیَّ فتذھب عنی الی غیری" — میں تجھے اپنی طرف بلاتا ہوں تو میرے در سے پیٹھ پھیر کے غیر کی طرف چلا جاتا ہے۔

''واذهب عنك البلايا'' میرے بندے میں تجھ سے بلاؤں کو ہٹا دیتا ہوں۔

''وانت معتکف علی الخطایا'' اور تو خطاؤں پر جم کر کے بیٹھا ہوا ہے۔

''یا معشر العصاة!'' اے نافرمانو!

''تعرضون عنا فنقبل علیکم وتبارزون ونستر کم وتنفقون نعمتنا فی مخالفتنا ونمدکم'' اللہ اکبر! تم نے اعراض کیا ہم تمہاری طرف متوجہ ہوئے، اور تم نے گناہ کئے ہم نے تمہارے گناہوں پر پردے ڈال دیئے اور تم نے ہماری نعمتوں کو نافرمانیوں میں استعمال کیا اور ہم تمہیں نعمتیں دیتے رہے۔

اللہ اکبر کبیرا!

چنانچہ ساری باتوں کا لب لباب یہ ہے کہ دنیا محبت کرتی ہے کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔

یا تو نفسانی محبتیں ہوتی ہیں، تو مثال، وصال اور ملاپ کی غرض۔

ماں باپ کی محبت ہے، تو اولاد بڑھاپے میں سہارا بنے گی۔

اگر نیکی کی محبت، تو آخرت کے اندر اجر ملنے کی طمع، کوئی نہ کوئی طمع تو ضروری ہوتی ہے۔

ایک محبت طمع سے خالی ہے۔ کونسی؟ ذرا سن لیجئے! فرمایا:

''عبدی'' میرے بندے!

''کل یریدک لنفسه'' ہر بندہ تیرے ساتھ نفس کی وجہ سے محبت کرتا ہے

وانا اریدک لک، میرے بندے میں تیری خاطر تجھ سے محبت کرتا ہوں،
میرے بندے میں تیری خاطر تجھ سے محبت کرتا ہوں،
میرے بندے میں تیری خاطر تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

''ادعوک للوصل فتأبی'' میرے بندے میں نے تجھے اپنی ملاقات کے لئے بلایا۔

بلایا ہے اللہ نے؟ ہاں!

فرمایا:

''واللہ یدعوا الی دار السلام'' اللہ بلاتا ہے سلامتی والے گھر کی طرف۔

وہ وصل کی خوشخبری ہے ملنے کا اشارہ ہے، آجاؤ، وہاں ملاقات ہوگی۔ فرمایا:

''ادعوک للوصل فتأبی'' میں نے تجھے ملاقات کے لئے بلایا۔ تو نے انکار کیا۔

''وابعث رُسُلِیْ فی الطلب'' میں نے رسولوں کو بھیجا تمہیں سمجھا بجھا کر میری ملاقات کے لئے تیار کردے۔

یا اللہ! کیا عجیب بات کہی؟ ایسا ہی ہے جیسے بیٹا روٹھ جائے، ماں بلاتی ہے، کوئی نہ آئے وہ بھیج دیتی ہے دوسرے بچے کو، خاوند کو، ذرا اسے سمجھاؤ، بجھاؤ، میرے پاس لے کے آؤ۔

اللہ فرماتے ہیں: میرے بندے میں نے تجھے ملاقات کے لئے بلایا، تو نہیں آیا پھر کیا ہوا؟۔

'' ابعث رسلی ''میں نے اپنے رسولوں کو مبعوث کیا۔

''فی الطلب'' کہ وہ تیرے دل میں میری ملاقات کی طلب پیدا کریں۔

تیرے (Mind) ذہن ودل کو (Prepair) کرکے ملاقات کے لئے میرے تک پہونچادیں،

چنانچہ جنت اللہ تعالی سے ملاقات کی جگہ ہے۔ جنت اللہ تعالی سے ملاقات کی جگہ۔

دلیل سن لیجئے!

اللہ نے بندے کو خرید لیا ہے

بات یہ عاجز سمیٹنا چاہتا ہے امید ہے کہ آپ دل کی توجہ کے ساتھ اس بات کو سنیں گے۔ ارشاد فرمایا:

''ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة'' اللہ نے مؤمنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا۔

چند علمی نکات

اب چند نکتے کی باتیں ہیں۔طلباء کے لئے:۔

''ان اللہ اشتریٰ '' اللہ نے خرید لیا، جب چیز کو خریدنا ہوتا ہے تو خریدار جتنا بڑا ہو، معمولی چیز کی بھی قیمت زیادہ لیتا ہے۔

مثال کے طور پر حرم شریف کے گرد ہوٹل تھے، مکانیں، دکانیں سب چیزیں تھیں، شاہِ وقت نے فیصلہ کیا کہ حرم کو بڑھانا ہے چنانچہ جس جگہ کی قیمت ایک ملین تھی، خود بندے نے کہا کہ ہمیں ایک کے بدلے پندرہ سے بیس ملین ریال ملے، قیمت نہیں تھی اتنی، مگر خریدار بادشاہ تھا اس نے کہا کہ اتنا دو کہ یہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں، پندرہ گنا قیمت زیادہ دیدی، تو معلوم ہوا کہ خریدار جتنا بڑا، قیمت اتنی بڑی، اگر چہ چیز معمولی ہو۔

دوسرا نکتہ کہ جو سودا کروانے والا ہوتا ہے اگر وہ بھی بڑا ہو اور سائیڈ لینے والا ہو تو قیمت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے ایسا ہی ہے نا، سودا کرنے والا۔اب اس سودے میں خریدار ہیں اللہ تعالیٰ، خریدار کون ہے؟ اور سودا کروانے والے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر دیکھئے انسان کے اندر عیب تھے۔''ظلوما ، جھولا ، عجولا ، قتورا '' سارے عیبوں کے باوجود اللہ نے قیمت کتنی لگائی،، جنت میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں، یا اللہ اتنی قیمت؟ فرمایا: مؤمن سے اس کی مال اور جان کو جنت کے بدلے میں خرید لیا۔

تیسرا علمی نکتہ یہ ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ میں نے جان اور مال کے بدلے جنت کو بیچ دیا نہیں، میں نے جان اور مال کے بدلے جنت کے بدلے جان اور مال کو خرید لیا، یوں بھی تو بات ہوسکتی تھی نا، کہ میں نے مؤمنوں کی جان اور مال کے بدلے جنت کو بیچ دیا یہ نہیں کہا۔مفسرین نے نکتہ لکھا کہ بندہ چیز کو بیچتا ہے یا تو محتاج ہوتا ہے یا ضرورتمند ہوتا ہے۔کہتے ہیں بیچو ضرورت پوری کرو، اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ چیز ممکن نہیں، یا بیچتا ہے

مال میں اضافہ مطلوب ہوتا ہے۔بھئی یہ چیز کم قیمت کی ہے۔کم نفع (Pr fit) میں بک رہی ہے، چلو بیچ دو، مال بڑھے گا، اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ چیز بھی ممکن نہیں، معلوم ہوا جنت کو بیچنے کا لفظ یہاں موزوں نہیں تھا میرے مالک کی شان دیکھئے بیچنے کی بات کرنے کے بجائے وَن سائیڈ (One Side) فیصلہ کر دیا۔میرے بندو تمہارے مال اور جان کو میں نے جنت کے بدلے میں خرید لیا۔

اگلا علمی نکتہ یہ ہے کہ انسان کے پاس نفس کم درجہ کی چیز ہے اور قلبِ انسان اعلیٰ درجہ کی چیز، اس لئے کہ نفس کے اندر تو اچھائی بھی ہے برائی بھی ہے تو جب اللہ نے اس نفس کو جنت کی قیمت دیکر خریدا تو پھر قیامت کے دن مؤمن کے دل کی قیمت کیا لگے گی، جس وقت بندے کے نفس کی قیمت جنت ہے۔یا اللہ اُس تیرے عاشق کے دل کی قیمت قیامت کے دن کیا لگے گی؟ اس قلب سلیم کی قیمت پھر قیامت کے دن اللہ کیا لگائینگے۔

علماء نے لکھا اس کی قیمت مخلوق میں کوئی چیز نہیں ہوسکتی، لہٰذا فرمایا میرے بندے تو قلب سلیم لیکر آیا اس کا ایک ہی بدلہ ہے کہ میں جنت میں تجھے اپنا دیدار کراؤنگا جنت میں تجھے میرا دیدار ہوگا تیرے دل کی یہ قیمت ہے۔''اذ جاء ربه بقلب سليم ''۔

ایک اور علمی نکتہ یہ ہے کہ لوگ غلام خریدتے ہیں، اپنے نام پہ اس کا نام رکھتے ہیں مثلاً نام تھا شیبہ، مطلب چچا لیکے آئے، لوگوں نے عبدالمطلب کہنا شروع کر دیا، نام پڑ گیا ان کے اوپر، تو غلام کو خرید کر مالک اپنے نام کے اوپر اس کا نام رکھتا ہے، اللہ رب العزت نے بھی بندے کو خریدا۔اور بندے کا نام اللہ نے اپنے نام پر رکھا، کیسے؟ بندے کا نام رکھا مؤمن، حالانکہ اللہ کا نام خود مؤمن ہے، اپنے نام پہ نام رکھا میرا غلام ہے، اپنا نام دے رہا ہوں۔خاوند بیوی کو اپنا نام دیتا ہے باپ بیٹے کو اپنا نام دیتا ہے، نام چلتا ہے، یہ میرا بندہ ہے، میں مؤمن ہوں، المؤمن اللہ کا صفاتی نام، فرمایا یہ میرا غلام ہے، میں نے خریدا۔میں نے بھی اس کا نام کیا رکھا؟ مؤمن۔

چلئے! لوگ غلام خریدتے ہیں، پھر اس کو ذلیل کرتے ہیں، ہر کم درجہ کا کام اسی سے لیتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ غلام کی کیا عزت ہوتی ہے؟ مگر مالک کے یہاں فرق ہے یہ دنیا کے مالک غلام کو رسوا کرتے ہیں، اللہ! تیری شان پہ قربان ہو جائیں تو نے غلام کو اپنے ساتھ کر دیا، "ولقد کرمنا بنی آدم" بنی آدم کو میں نے عزتیں بخشیں۔ غلام کو عزتیں؟ اللہ اکبر!

دنیا غلام خریدتی ہے، ان سے خدمت لیتی ہے ان کو تنخواہ نہیں دیتی، کیوں؟ ہے جو غلام، اس کا کام یہی کہ یہ خدمت کرے، تنخواہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اللہ کا معاملہ اور ہے وہ کتنا عظیم مالک ہے۔ فرمایا:

اے میرے بندے اب میں نے تمہیں خریدا، لیکن جب میرے پاس آؤ گے تم نے جتنی عبادتیں کی ہونگی میں ہر ہر عبادت کا اجر عطا کرونگا، میں تمہیں اجرت بھی دونگا، تمہاری خدمت کی۔

دنیا کا مالک غلام خریدتا ہے تو غلام بھاگنے کی کوشش کرے، بھاگنے نہیں دیتا، لے آتا ہے، اس کو پکڑ کے جانے نہیں دیتا، اللہ نے بھی غلام خریدا، اب بندہ اللہ کے در سے ہٹنے لگے تو اللہ ہٹنے دیتا ہے؟ نہیں!، وہ حنان ہے، وہ محبت کرنیوالا، وہ اپنے در سے کسی کو جانے نہیں دیتا۔ اگر جاتا ہے تو فرماتا ہے:

"فاین تذھبون" کدھر جا رہے ہو؟ نا سمجھے۔

تو پھر فرماتا ہے:

"یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم" اے بندے! تجھے تیرے پروردگار کریم سے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا۔

اللہ واپس بلاتے ہیں، حق تو یہ بنتا تھا دروازہ سے پیٹھ پھیر کے جاتا، اللہ پیچھے سے پیٹھ کے اندر لات بھی لگواتے، دروازہ بھی ہمیشہ کے لئے بند کروادیتے، جا دفعہ ہو جا، نہیں ایسا نہیں کیا، اس کو واپس بلاتے ہیں اگر میرے بندے کو پتہ چل جائے کہ مجھے کتنا انتظار ہے

تیرے آنیکا؟ تو تُو اسی شوق میں ہی اپنی جان دے بیٹھے۔

لوگ غلام کے عیب ظاہر کرتے ہیں، کوئی غلطی ہوگئی لوگوں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ کی، یہ ایسے کرتا ہے، ایسے کرتا ہے، مگر اللہ کا معاملہ اور ہے۔ سبحان اللہ! اللہ نے غلام خریدا اور وہ بندہ گناہ بھی کرتا ہے، کبیرہ کا بھی مرتکب ہوتا ہے اللہ رسوا کرنے کے بجائے خود بھی پردے ڈالدیتے ہیں، دوسرے قریب کے ایمان والوں کو بھی فرمایا تم دنیا میں بھائی کے عیب پر پردہ ڈالو گے، میں پروردگار تمہارے گناہوں پر قیامت کے دن رحمت کی چادر کا پردہ عطا کروں گا گے۔

دنیا غلام خریدتی ہے تو غلام کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ مالک کی حفاظت کرو۔ غلام کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کیا کرو، مالک کی حفاظت کرو۔ یہاں معاملہ اور ہے اللہ نے غلام خریدا، اللہ نے اپنے غلام کی حفاظت پر اپنے فرشتوں کو متعین فرمادیا، میرے بندے کی حفاظت کرو، سبحان اللہ!

پھر ایک بات اور ہے، لوگ غلام خریدتے ہیں، اور جب وہ خدمت کرتے کرتے بوڑھے ہوجاتے ہیں تو اکثر یہ دیکھا گیا کہ ان کے بوڑھاپے پر ترس کھا کے دنیا کا مالک ان کو آزاد کر دیتا ہے۔ غلامی میں رہنے نہیں دیتا، کہتے ہیں عمر گذار بیٹھا، بوڑھا ہوگیا، اب اس کو آزاد کرو

ان الملوک اذا شابت عبیدھم

کہ بادشاہوں کے غلام جب خدمت کرتے کرتے بوڑھے ہوجاتے ہیں

فی رقھم اعتقوھم عتق احرار

تو وہ ان کو غلام نہیں رہنے دیتے، بوڑھاپے کے اندر وہ اس غلام کو آزاد کر دیتے ہیں

وانت یا سیدی اولی بذا کرما

اے میرے پروردگار تو اس سے بڑی شان والا ہے

قد ثبت فی الرق فاعتق رقبتی من النار

(میرے مولیٰ! کلمہ پڑھتے بال تو سفید کر بیٹھے نا، عمر تو ہوگئی، اگر چہ ہم ٹھیک نہ ہو سکے، عمر تو گذار بیٹھے۔

میرے مولیٰ! اب اس غلامی کے صدقے "فاعتقنی من النار" اے اللہ! جہنم کی آگ سے ہمیں بچا لیجئے،

تو وہی کریم ہے جو فرماتا ہے:

مجھے بوڑھے کے بوڑھاپے کو دیکھ کے حیاء آتی ہے۔

یہ میرا غلام میری عبادت کرتے کرتے بوڑھا ہوگیا۔

اب جسم ساتھ نہیں دیتا، ہڈیاں کمزور ہوگئیں، قویٰ ضعیف ہوگئے۔

اس نے میرے در پہ جھکتے جھکتے عمر گذار دی۔

اگر چہ یہ کتے کی دم کی طرح ابھی بھی ٹیڑھا ہے مگر بوڑھا تو ہوگیا۔

میرے بندے جب تم بوڑھے ہوجاتے ہو کلمہ پڑھتے پڑھتے تجھے حیاء نہیں آئی۔

میرے بندے مجھے تجھ سے حیاء آتی ہے۔ مجھے تیرے بوڑھاپے پہ حیاء آتی ہے۔

اب میں تجھے کیسے عذاب دوں، میں تم کو کیسے عذاب دوں۔

ساری زندگی میرا نام لیکے جیتا رہا، ساری زندگی میرے نام پہ زندگی گزارتا رہا۔

ساری زندگی میرے نام کی نسبت پاتا رہا، اللہ رب العزت کتنے کریم ہیں۔

وہ اپنے بندے کو بوڑھاپے کے اندر گناہوں سے آزاد فرما دیتا ہے واقعی بات اسی طرح ہے

ے

الٰہی لست للفردوس اھلاً

میرے مولیٰ میں جنت فردوس کا اہل نہیں ہوں

ولا اقویٰ علی نار الجحیم

(میرے مولیٰ) جہنم کا عذاب برداشت کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے

فھب لی توبة واغفر ذنوبی

فانک غافر الذنب العظیم

میرے مولیٰ توبہ قبول کر لیجئے،

اس لئے کہ آپ بڑے توبہ قبول کرنے والے ہیں۔

کریم آقا! رحمت کی نظر فرما دیجئے۔

کہنے والے نے ایک عجیب بات کہی ہے، اسی بات پر یہ عاجز اپنی بات کو سمیٹتا ہے، فرمایا

ے

رحمت دا دریا الٰہی — تہ ہر دم وگدا تیرا

تہ جے ہک قطرہ مل جائے مینوں — کہ کامہ بنڑ جاوے میرا

یا اللہ! آپ کی رحمت کا دریا ہر لحمہ بہہ رہا ہے،

اس رحمت کے دریا میں سے ایک قطرہ بھی مجھے مل جائے، تو یا اللہ! میرا تو کام ہی بن جائیگا، تیری ایک نظر کا معاملہ ہے، اے اللہ تیری ایک نگاہ کی بات ہے، میری زندگی کا سوال ہے، میرے مولیٰ یہ تیرے بندے مختلف قوموں سے، قبیلوں سے، شہروں سے، میرے مولیٰ! اپنے کاموں کو چھوڑ کر، گھر والوں کو چھوڑ کر، تیری تلاش میں اللہ یہاں آئے بیٹھے ہیں۔

میرے اللہ! اس عاجز کے پاس دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ تیرے پاس تو خزانے ہیں، میرے مالک! میرے مولیٰ! ان طلبگاروں کی طلب کو ضائع نہ فرما دینا۔

میرے مولیٰ! یہ تین دن تیری دہلیز پکڑ کر بیٹھے تھے، تیرے دروازے کے اوپر جمے رہے، مسجد میں رہے، یہ تیرے در کے سائل ہیں۔

اے اللہ! دنیا کے لوگ، دنیا دار لوگ، اپنے دروازے کے سائل کو خالی نہیں لوٹاتے، میرے مولیٰ! تو تو بڑا کریم ہے۔ اپنے گھر کے سائلین کو خالی نہ لوٹانا، میرے مولیٰ! جو تمنائیں لیکر آئے ہیں، ان کی تمناؤں کو پورا فرما دینا، اے اللہ! آپ کے لئے تو یہ کام آسان ہے

رحمت دا دریا الٰہی تہ ہر دم وگدا تیرا

تہ جے ہک قطرہ مل جائے مینوں کہ کامہ بنڑ جاوے میرا

تہ ہر کوئی آکھے تیرا تیرا تہ میں بھی آکھاں تیرا تیرا

ہر کوئی کہتا ہے کس کے ہو؟ میں اللہ کا ہوں، ہر کوئی کہتا ہے میں اللہ کا، میں اللہ کا۔

تو کہنے والے نے کہا:

ہر کوئی آکھے تیرا تیرا

اللہ ہر ایک کہتا ہے میں تیرا ہوں، میں بھی کہتا ہوں کہ میں تیرا ہوں۔

ہر کوئی آکھے تیرا تیرا تہ میں بھی آکھاں تیرا تیرا

اللہ ہر ایک کہتا ہے میں تیرا ہوں، میں بھی کہتا ہوں کہ میں تیرا ہوں،

ہر کوئی آکھے تیرا تیرا تہ میں بھی آکھاں تیرا تیرا

کہ تیرا کچھ نہیں جانا مولیٰ جے تو کہہ دے میرا

میرے مولیٰ! ہم تو سب کہہ رہے ہیں ہم تیرے ہیں، اے میرے مولیٰ! آپ بھی تو ایک دفعہ کہہ دینا، آپ بھی تو ایک دفعہ کہہ دے (کہ تم میرے ہو)

او میرے مولیٰ! اس مجمع کو ایک مرتبہ تو محبت کی نظر سے دیکھ لے۔

او میرے مولیٰ! ایک مرتبہ، یا اللہ! ایک مرتبہ۔

اے کریم! ایک مرتبہ۔ اے رحیم! ایک مرتبہ۔ اے آقا! ایک مرتبہ۔

اے حنان! ایک مرتبہ۔ اے منان! ایک مرتبہ، اے اللہ! ایک مرتبہ۔

میرے مولیٰ! ایک مرتبہ، بس ایک نگاہ دے، تیرا ہے فیصلہ دل کا،

مولیٰ! ایک نظر پر دل کا فیصلہ ہے۔

میرے مولیٰ! نظر ڈال لیجئے، اللہ! نظر ڈال لیجئے۔

میرے مولیٰ! رحم کر دیجئے، خطائیں بخش دیجئے،

ہمارے اندر کھوٹ ہے، ہم گندے ہیں، ہم جیسے بھی ہیں، اللہ تیرے ہیں، اللہ تیرے ہیں، اللہ اپنا بنا لیجئے، اللہ اپنا بنا لیجئے۔

میرے مولیٰ! اپنا بنا لیجئے، اللہ اپنا بنا لیجئے۔

میرے مولیٰ! ہمارے دلوں میں اپنی محبت بھر دیجئے، ہم چاہیں نہ چاہیں، پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اللہ ہمیں اپنی طرف کھینچ لیجئے۔

میرے مولیٰ! ہم اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتے ہیں۔

میرے مولیٰ! ہم عاجز آگئے، ہم اپنے نفس سے عاجز آگئے، شیطان سے، اللہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں، دس قدم پیچھے چلے جاتے ہیں، صبح توبہ کر بیٹھتے ہیں شام کو توڑ بیٹھتے ہیں۔

میرے مولیٰ! اب کہاں جائیں، کہیں در نظر نہیں آتا، ایک تیرا در ہے، اللہ اس ایک در کے اوپر آج آکر پہنچے ہیں۔

میرے مولیٰ! آپ کے سامنے آپ کے بندے، آپ کی بندیاں؟ اپنے دامن پھیلائے بیٹھے ہیں۔

اے کریم! قبول کر لیجئے۔ اے کریم! پسند کر لیجئے۔ اے کریم! مہربانی فرما لیجئے۔

اے اللہ! پیٹھ پھیر کر جانے والوں کا آپ انتظار کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جو آپ کے در پر چہرہ کر کے آبیٹھے ہیں اور انتظار میں ہیں، اللہ مہربانی فرمائیے، اپنی محبت کی لذت عطا فرما دیجئے۔

یا اللہ! اعمال پر استقامت عطا فرما دیجئے، پچھلے گناہوں کو معاف کر کے آئندہ گناہوں کی ذلت سے بچا لیجئے، طاعات کی عزت عطا فرما دیجئے۔

اللہ! ہماری ان دعاؤں کو اپنی رحمت سے قبول فرما لیجئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے
مرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

رہوں بیٹھا میں اپنا سر جھکا کر
سرور ایسا عطا کر دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزہ آجائے مولا دل بدل دے

سہل فرما مسلسل یاد اپنی
خدایا رحم فرما دل بدل دے

یہ کیسا دل ہے سینے میں الٰہی
جو زندہ بھی ہے مردہ دل بدل دے

تیرا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پر دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے

جو ہو تیرا دیدار روزِ محشر
تُو دیکھے مسکرا کر دل بدل دے

رہوں میں سر بسجدہ تیرے در پر
خشوع ایسا عطا کر دل بدل دے

ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوا سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

میری فریاد سن لے میرے مولیٰ
بنالے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے
مرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

مناجات

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں، اور دنیا میں حاجت روا کون ہے

سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے

کون مقبول ہے کون مردود ہے، بے خبر کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے

جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقسوم کی

رزق پر جس کے پلتے ہیں شاہ و گدا، تجھ احد کے سوا دوسرا کون ہے

اولیاء تیرے محتاج ہیں اے ربِ کل، تیرے بندے ہیں سب اولیاء و رسل

ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تیری، ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے

میرا مالک میری سن رہا ہے فغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں

اب میری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بلا ہے صبا کون ہے

ہے خبر بھی وہی مبتدا بھی وہی، ناخدا بھی وہی خدا بھی وہی

جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما، اس احد کے سوا دوسرا کون ہے

اولیاء انبیاء اہلِ بیت نبی تابعین وصحابہ پہ جب آبنی

گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تو نہیں تو مشکل کشا کون ہے

اہل فکر ونظر جانتے ہیں تجھے، کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے

اے نصیر اُن کو تو فضلِ باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے